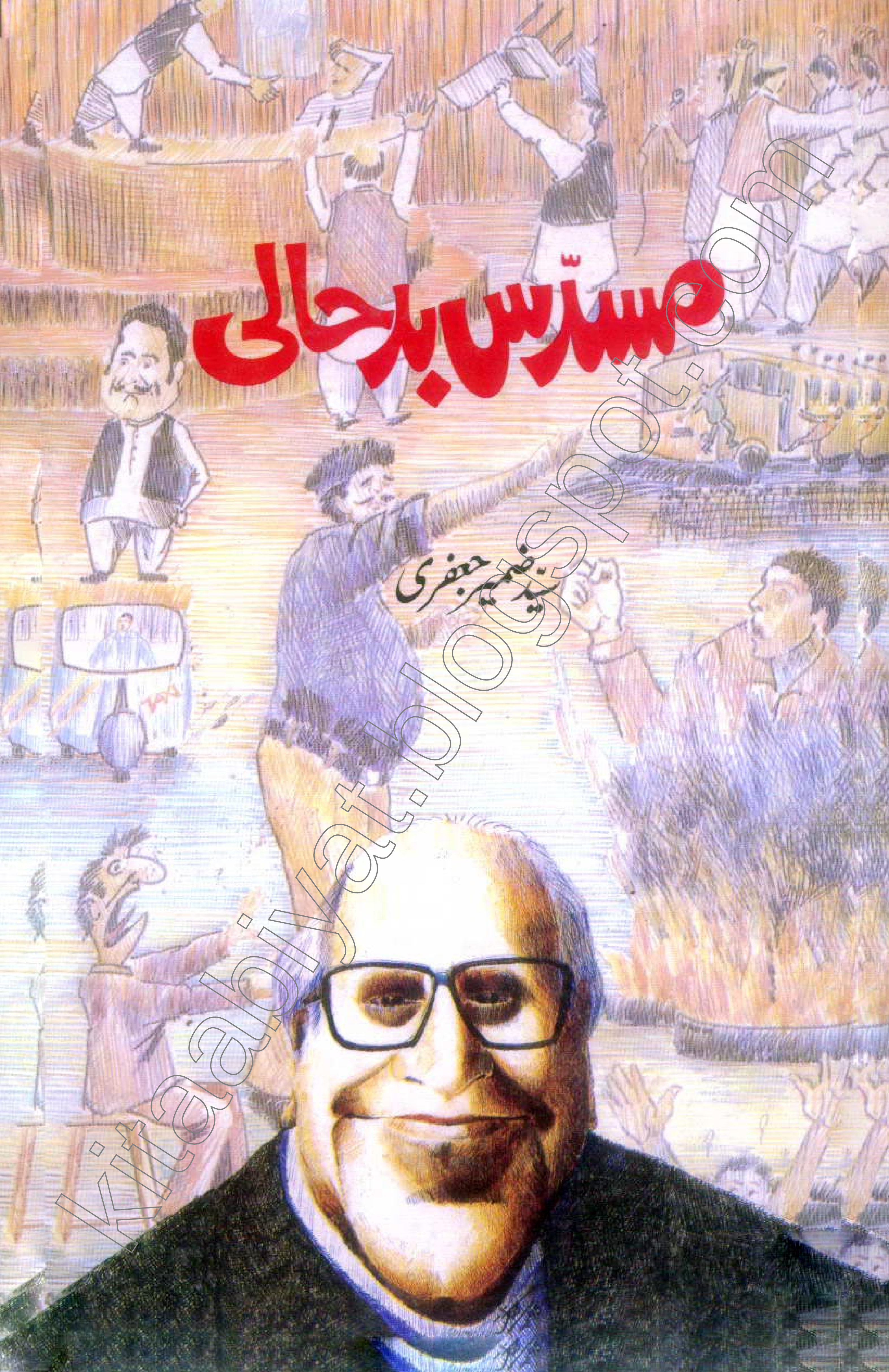

مسدّسِ بدحالی
سید ضمیر جعفری
kitaabiyat.blogspot.com

DISCLAIMER

All the books we provide on Kitaabiyat, are the digitalized versions of the Hardcopies we OWN. We **don't** promote piracy. If you like the books then **support their authors** by buying the originals.

Posting of our books in any forum/board/blog/website is STRICTLY PROHIBITED.

Uploading of our books to any other media uploading service / community reading services (i.e SCRIBD), without our permission is prohibited.

The hardwork we do, in presenting the books to you, takes quite lot of effort. With every page Photoshopped, and every line checked for its readability, should be respected

Some people are **stealing** our work, we need your help, if you see our books anywhere other than Kitaabiyat, please let us know. We'll consider it your support for the promotion of **Urdu Literature**.

Support us by keep visiting and also by telling others about Kitaabiyat.

Prof. Muhammad Akbar Qureshi

kitaabiyat.blogspot.com

ہمارے ملک کا رنگ اور بھی نکھر جاتا
ہمارے مرد بھی ہوتے جو عورتوں کی طرح

ترتیب

kitaabiyat.blogspot.com

حرف آغاز

میں جنوری ۱۹۹۶ء تک اگر زندہ رہا تو زندگی کے ۸۰ویں برس کو عبور کر جاؤں گا۔ اتنی لمبی عمر کے بعد لمبی بات کرنے کی فرصت نہیں۔ مجھے صرف اس قدر کہنا ہے کہ اس کتاب کی طباعت پر اگر دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد کے آصف محمود مجھے میری بد نظمی سمیت قبول نہ کرتے اور جوانی میں توانا اور تیکھی شاعری سے آگے گزر کر ایک انوکھی تراش کا شاعر کہ نام جس کا حسن عباس رضا ہے اگر میری معاونت نہ کرتا تو میرے لئے اپنے آپ کو سمیٹنا بہت دشوار تھا۔ مطالعہ کے بعد آپ ان دونوں کو جس پیرائے سے یاد کریں، یہ آپ کے رد و قبول کا حق ہے میں ان دونوں نوجوان دوستوں کا ہمیشہ شکر گزار رہوں گا۔

سید ضمیر جعفری

دسمبر ۱۹۹۵ء۔

kitaabiyat.blogspot.com

آنسوؤں کا سمندر

میں نے ۱۹۵۲ء میں "مسدس بدحالی" کے عنوان سے "مسدس حالی" کی ایک شگفتہ "پیروڈی" لکھنے کا قصد کیا تھا۔ ارادہ ایک طویل مثنوی لکھنے کا تھا جس میں پوری قومی زندگی کا سراپا نظر آتے۔ نظم کے ابتدائی چند بند دسمبر ۱۹۵۲ء میں لکھے گئے جب میں اپنی ملازمت کے سلسلے سے ملیر چھاؤنی میں مقیم تھا۔ بعد میں ڈیڑھ دو برس تک شدہ شدہ اس میں اضافہ ہوتا رہا۔ مگر جس نہج پر میں چاہتا تھا یہ نظم مجھ سے اس طرح آگے نہ بڑھ سکی۔ شاید اپنے بارے میں میرا اندازہ غلط تھا۔۔۔ شاید میرا فیصلہ ہی غلط تھا کہ میں نے "پیروڈی" کی جسارت کے لیے ایک نہایت کرب ناک موضوع منتخب کر لیا۔ مزید برآں دل کو تڑپانے اور روح کو گرمانے والی ایک ایسی غیرفانی نظم اپنے سامنے رکھ لی کہ دردمندی و دل گدازی میں جس کی نظیر ہماری پوری شاعری میں نہیں ملتی۔ چنانچہ میں نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ میں مسکراہٹوں کے تعاقب میں آنسوؤں کے سمندر میں اتر گیا ہوں۔ بعض اوقات سوچتا ہوں میں اس نظم کو غالباً اسی سبب سے مکمل نہ کر سکا کہ میرے لیے دراصل اپنے باطنی کرب کا سامنا کرنا مشکل تھا۔

"مسدس بدحالی" کا مسودہ ایک طویل مدت تک میرے ایک عزیز دوست راجہ محمد افضل خاں صاحب (بدلوٹ۔ ضلع جہلم) کے پاس پڑا رہا۔ راجہ صاحب ادب دوست انسان تھے اور مجھ ہیچ مدان کے لیے اپنے دل میں بڑا ہی نرم گوشہ رکھتے تھے۔ جب تک یہ

kitaabiyat.blogspot.com

مسودہ ان کے پاس رہا، وہ اپنے حلقہ احباب میں اس نظم کو نشر کرتے رہے۔ پھر جب یہ مسودہ میرے ہاتھ آیا تو مجھے بھی کبھی کبھی احباب کی محفلوں میں اس نظم کے پارے سنانے کا موقع ملتا رہا۔ پہلی مرتبہ ۱۹۵۳ء میں شائع ہوئی۔

سیّد ضمیر جعفری

مسدس بدحالی

kitaabiyat.blogspot.com

مسدس بدحالی

سیاست کا ہر پہلواں، لڑ رہا ہے
یہاں لڑ رہا ہے، وہاں لڑ رہا ہے
بیاں کے مقابل بیاں لڑ رہا ہے
"حساب دلِ دوستاں" لڑ رہا ہے
ستارہ نظر مہ جبیں لڑ رہے ہیں
یہ حد ہے کہ پردہ نشیں لڑ رہے ہیں

۱۔ اس وقت آج کا بنگلہ دیش مشرقی پاکستان ہی تھا۔

kitaabiyat.blogspot.com

مزاجوں میں یوں "لیڈری" آ گئی ہے
کہ گھر گھر کی اپنی الگ "پارٹی" ہے
کوئی "شیر" ہے تو کوئی "لومڑی" ہے
یہی اپنی لے دے کے "انڈسٹری" ہے
نہ منزل نہ جادہ ، نہ کوئی ارادہ
رضا کار کم اور لیڈر زیادہ

اگر گھر میں ہیں خیر سے چار بھائی
تو اک اک نے ڈفلی الگ ہے اٹھائی
بچھی ہے سیاست کی پتلی چٹائی
"بہ ہر تخت پوش و بہ ہر چار پائی"
سلیٹی کوئی ، توتیائی ہے کوئی
کوئی سرخ ہے ، فاختائی ہے کوئی

جلوس اور جلسے پہ تکرار ، ان میں
فساد و فتن کے "خریدار" ان میں
بپا مستقل جوت پیزار ان میں
"یونہی چلتی رہتی ہے تلوار ، ان میں"
جو زندہ مہینا تو مردہ مہینا
یہ کیا زندگی ہے نہ مرنا نہ جینا؟

ملوں ، پرمٹوں ، کار خانوں کے جھگڑے
سیاست کے "نو دولتانوں" کے جھگڑے
زبانوں ، بیانوں، ترانوں کے جھگڑے
فسانوں پہ ہم داستانوں کے جھگڑے
سر خوان لقمہ اٹھانے پہ جھگڑا
وہ جھگڑا کہ ہر دانے دانے پہ جھگڑا

kitaabiyat.blogspot.com

یہ لیڈر بیانوں میں کام آنے والے
جرائد میں شہ سرخیاں پانے والے
یہ ہر قول دے کر مُکر جانے والے
یہ ہر "میز کرسی" پہ مر جانے والے
بیاباں کو صحنِ چمن جانتے ہیں
قیادت کو خوراکِ تن، جانتے ہیں

مکیں گم شدہ ہیں، مکاں لڑ رہے ہیں
زمیں چپ مگر آسماں لڑ رہے ہیں
خود اپنی صفوں میں جواں لڑ رہے ہیں
کہاں لڑنے والے کہاں لڑ رہے ہیں
فسادات کی سرخیاں اور بھی ہیں
"مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں"

مقاصد کو زیر و زبر کر کے، لڑنا
نتائج سے قطع نظر کر کے، لڑنا
سنان و تبر تیز کر کر کے، لڑنا
اگر کر کے لڑنا، مگر کر کے، لڑنا
کہیں دو "وڈیرے" جو لڑ بیٹھے ہیں
تو سارے "بٹیرے"[1] بگڑ بیٹھے ہیں

امامت کے تھے مدعی خشک و تر میں
سیاست میں، دانش میں، فکر و نظر میں
مقام ان کا اونچا ہے نوع بشر میں
کہ رہتا ہے اکثر فساد ان کے گھر میں
ہوس کی غلامی، شکم کی خدائی
گلا کاٹ دیتا ہے، بھائی کا بھائی

۱۔ بٹیر کی پنجابی نسل

kitaabiyat.blogspot.com

مقدر میں بھوک اور گردِ سفر ہے
بسیرا اگر ہے تو "فٹ پاتھ" پر ہے
نہ کھانے کو روٹی، نہ رہنے کو گھر ہے
گزرِ زندگی کا سرِ رہگزر ہے
وہ مردہ پڑا ہے، یہ گھائل پڑا ہے
سرِ راہ "حلِ مسائل" پڑا ہے

دفاتر کا آئین و دستور، رشوت
تہی دست لوگوں سے بھرپور، رشوت
وہی بیشِ توفیق و مقدور رشوت
جوانی پہ ہے "چشمِ بدّور" رشوت
عجب حرصِ دولت کا یہ رقص و رم ہے
کہ جیسے ضرورت بہت، وقت کم ہے

مہاجر کی آباد کاری پہ رشوت
دساور کی "لیسنسداری" پہ رشوت
الیکشن کی اُمیدّ واری پہ رشوت
وزارت کی "پروردگاری" پہ رشوت
جو سائل اصولی، مثالی رہے گا
وہ بھرپور دنیا میں خالی رہے گی

مکانوں کی آرائشیں بڑھ گئی ہیں
مکینوں کی آسائشیں بڑھ گئی ہیں
خیانت کی گنجائشیں بڑھ گئی ہیں
دساور کی فرمائشیں بڑھ گئی ہیں
حدیں کچھ ورائے گماں اور بھی ہیں
"ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں"

kitaabiyat.blogspot.com

امیرِ اپنے ، آرام فرمانے والے
ہر اک ساحلِ نوَ پہ "رقصانے" والے
مئے ناب و برفاب و مچانے والے
غریبانِ مِلت سے کٹ جانے والے
یہ دُوری کوئی بے سبب تو نہیں ہے؟
محلّے کی مسجد ، کلب تو نہیں ہے؟

یہ رمؔ اور رمّیؔ کے بیمار صاحب
جوئے اور گھڑ دوڑ کے یار صاحب
سمور اور ریشم کے مینار صاحب
رباط اور رُوما کے سیّار صاحب
وہ شیریؔ دھری ہے، یہ وہسکیؔ کھڑی ہے
"شراب ان کی گھٹّی میں گویا پڑی ہے"

۲ + ۳۔ ملک کے عوام کے لیے یہ صراحت ضروری ہو کہ یہ دونوں اعلیٰ نسل کی شرابیں ہیں۔

نہ یہ کارواں میں ، نہ یہ کارواں سے
نہ جانے یہ لوگ آ گئے ہیں کہاں سے
جو اپنی زباں میں کہیں کچھ زباں سے
تو بس پھڑپھڑاتے رہیں رائیگاں سے
شؔلر[۴] اور شیلؔے[۵] تو سب جانتے ہیں
مگر میرؔ و غالبؔ کو کب جانتے ہیں

"زمیں دار" کاروں کو دوڑانے والے
زر و مال مُجروں میں برسانے والے
کلف دار شملوں کو لہرانے والے
نمک خوار کتوں کو لڑوانے والے
لگاؤ ادب سے، ہنر سے ، نہ فن سے
دھواں اٹھ رہا ہے دلِ انجمن سے

۴ + ۵۔ انگریز شاعر

kitaabiyat.blogspot.com

یہ مانا بشر، دیوتا بھی نہیں ہے
یہ جینا نری اک سزا بھی نہیں ہے
فراغت، شغف ناروا بھی نہیں ہے
حیاتِ بشر دیرپا بھی نہیں ہے
مگر دین و ملت کا احساس کچھ تو؟
غریبوں کی ذلّت کا احساس کچھ تو؟

جو بینا ہو تو رہنمائی کرو تم
جو دانا ہو عقدہ کشائی کرو تم
غنی ہو تو حاجت روائی کرو تم
بڑائی یہی ہے، بھلائی کرو تم
بڑے شوق سے اپنے جلسے مناؤ
امیرو! غریبوں کے بھی کام آؤ

تمنا کہ ہر شے کی تجدید کیجے
تمنا کہ ذرّوں کو خورشید کیجے
عمل سے نہ جذبے کی تائید کیجے
بیاں دیجئے اور تردید کیجے
طلب یہ کہ دنیا میں اونچی ہو "نیشن"
عمل یہ کہ جلسے میں اک "ریزولیوشن"

نہ منشور اپنا نہ دستور اپنا
قدم راہ چلنے سے معذور اپنا
مگر شور ہے دُور سے دُور اپنا
گلا کام کرتا ہے بھرپور اپنا
یہ "ناز" اپنے "انداز" میں دب چلا ہے
کہ ساز اپنی آواز میں دب چلا ہے

kitaabiyat.blogspot.com

تعصّب کا فتنہ ہوا پا رہا ہے
تغلّب کا پرچم کھلا جا رہا ہے
اُجالا ، اندھیرے سے شرما رہا ہے
یہ سورج نکلتے ہی گہنا رہا ہے
گلے مِل رہے ہیں بچھڑنے کی خاطر
یہ میلہ بھرا تھا اُجڑنے کی خاطر

کوئی اپنے کلچر کو شلوار سمجھے
کوئی اپنی ساڑھی کو اوتار سمجھے
کوئی اپنی ٹوپی کو سردار سمجھے
کوئی اپنے طُرّے کو طرّار سمجھے
ملا آ کے جہلم میں پدما[۲] کا پانی
مگر ہے الگ اپنی اپنی روانی

۲۔ مشرقی پاکستان کا دریا۔

کوئی دھان کے نرم کھلیان میں گُم
کوئی اپنے گیہوں کے گھمسان میں گم
کوئی اپنے شہروں کے رومان میں گم
کوئی اپنی نہروں کے طغیان میں گم
عجب کیا اگر قافلہ کھو گیا ہے
حُدی خوان کوہان پر سو گیا ہے

کہیں معرضِ جنگ میں "نوکری" ہے
کہیں "لیڈری" سان پر لگ رہی ہے
نہایت یہ ایمان و ایقان کی ہے
"وہ نو فیصدی ہے کہ دس فیصدی ہے"
الگ جھولیاں ہیں ، الگ بولیاں ہیں
یہ اک قوم ہے یا کئی ٹولیاں ہیں؟

kitaabiyat.blogspot.com

خدا ایک ہے برملا مانتے ہیں
محمدؐ کو سب پیشوا مانتے ہیں
صحیفہ کلامِ خدا مانتے ہیں
پیمبرؐ کو سب رہنما مانتے ہیں
ادھر بدگمانی ، ادھر بدگمانی
اُخوت کا دعویٰ زبانی زبانی

مسلماں برادر برادر یہی ہیں
بہم یار و انصار و یاور ، یہی ہیں
سزاوارِ الطافِ داور یہی ہیں
نگہدار خُلقِ پیمبرؐ ، یہی ہیں
دلوں میں ہے فصل اور فصل اس بلا کا؟
یہی کیا ہے مخصوص کنبہ خدا کا؟

زر و سیم و دام و درم پُج رہے ہیں
حریر و کُلاہ و عَلم پُج رہے ہیں
ہوا و ہوس کے صنم پُج رہے ہیں
حرم میں ، خدا کی قسم پُج رہے ہیں
پریشان و برہم سب اقدارِ محکم
الٰہی کہاں سے کہاں آ گئے ہم

طلب کچھ مقامات پر رُک گئی ہے
"نظر" کچھ حجابات پر رُک گئی ہے
محبت ،مفادات پر رُک گئی ہے
سحر ، آخری رات پر رُک گئی ہے
سلامت جو طوفان سے آ گئی ہے
وہ کشتی کنارے سے ٹکرا گئی ہے

kitaabiyat.blogspot.com

حدود و مکاں کی پرستاریاں ہیں
وہی ذہن کی "تنگ دیوارایاں" ہیں
کم آمیزیاں، زود آزاریاں ہیں
یہی روگ قوموں کی بیماریاں ہیں
در و آستاں منتہا بن گئے ہیں
وہ پتھر کے بُت پھر خدا بن گئے ہیں

یہ صورت ہے جب اولیں مرحلوں میں
تو کیا ہو گا اے دل کٹھن منزلوں میں؟
یہی بدظنی گر رہی قافلوں میں
تو اک روز کھنڈت پڑے گی دلوں میں
دلوں کی کدورت سے ڈر اے مسافر
حذر اس گھڑی سے حذر اے مسافر

دو عشق

(ایک انگریزی نظم سے کھینچا تانی، ترجمے میں اتنے تجاوزات سے کام لیا کہ یہ نظم میری تو نہیں مگر اصل مصنف کی بھی نہیں رہی۔ ح ن)

کالج کے دنوں کی بات ہے یہ
خوش راتوں کی بارات ہے یہ

"ڈیوڈ ٹرنر تھیچر تھامس"
سڑدنگ جیالے ہم جھولی

یہ دونوں ہم سن، ہم جھولی
آوارہ گردوں کی ٹولی

اک "ہم جھولن"[۱] پر مرتے تھے
وہ جو کہتی یہ کرتے تھے
سب عشق کتابیں پڑھتے تھے

۱۔ عاشق نوجوانوں کے نام۔

kitaabiyat.blogspot.com

وہ مست نظر "مس مرسیؔ" تھی
نسبت اس سے "ہم درسی" تھی

کالج کی راج کماری تھی
کیا چنچل، کتنی پیاری تھی

پازیبوں کی "جھنکارن" وہ
اور "لونگوں" کی "لشکارن" تھی

بولے تو گھونگرو بولتے تھے
گاتی تو سُر درباری تھی

وہ "چنسلروں" کو "چانس" نہ دے
ناری تھی مگر نَر ناری تھی

سرمست مدھر انگڑائی میں
بگلوں کی ڈار "اُڈاری" تھی

۲- Miss Mercy (دونوں کی مشترکہ محبوبہ)

اک الّھڑ بلّھڑ گلّھڑ سی
"مٹیار" نہیں "مٹیاری" تھی

کچھ جاگی سی کچھ سوئی سی
اک خواب نما بیداری تھی

منیارن موتی منکوں کی
خوشبوؤں کی "مہڑکاری" تھی

طبعاً تھی کوچہ گرد مگر
نسلاً وہ "نلبازاری" تھی

گردن تک کچھ کچھ "یونانن"
نیچے سے جرمن ساری تھی

آکاش کی اک پرلوک پری
دھرتی پر آن پدھاری تھی

kitaabiyat.blogspot.com

تعلیم میں خود اپنی ہی طرح
سادہ شفاف کنواری تھی

اس ساری "یونی ورسٹی" میں
اک یہی کلاس کراری تھی

"ڈیڈی" "ڈاڈا" اُجلے ابیض
ممی نانو نسواری تھی

لچکی ہوئی گندم گوں سرسوں
اور سرسوں بھی پوٹھواری تھی

منظور نظر یہ دو ہی تھے
گو سب لڑکوں کو پیاری تھی

اس روپ سروپ کی کیا "گلّاں"
من مرلی تھی "چن تاری" تھی

پریوں کے راج سنگھاسن میں
اک لیڈی ہفت ہزاری تھی

پوتی سرجان وڈیرے کی
روزانہ اسپ سواری تھی

رفتار میں وہ سیماب صفت
اک "جرمن میڈ" گراری تھی

انداز بدلتے موسم کے
گفتار میں تیز کٹاری تھی

پتھریلی بھی نرمیلی بھی
کچھ نوری تھی، کچھ ناری تھی

خوابوں کی چراغاں دیوالی
رنگوں کی "کیسر کیاری" تھی

kitaabiyat.blogspot.com

ہو پاس بھی تو محسوس نہ ہو
وہ آدھی تھی یا ساری تھی

تن مغرب میں من مشرق میں
خود بھی چادر بھاری تھی

ترشے گیسو کے راج میں بھی
زلف اس کی ملا باری تھی

اطوار بدلتے موسم کے
گفتار میں پھول کناری تھی

رس والی بات کٹیلی سی
شمشیر زباں دو دھاری تھی

باہر سے بھولی بھالی سی
اندر سے "پوری ناری" تھی

"کن مُندری" کا خم "ٹُرکن" سا
قد قامت میں قندھاری تھی

ہالینڈ کے تازہ مکھن میں
پُھل گوبھی کی ترکاری تھی

کچھ تھامس پر للچاتے وہ
کچھ ٹرنر کی دلداری تھی

ان دونوں مست ملنگوں سے
بس آدھی آدھی یاری تھی

جب تھامس بازو تھام چکا
ٹرنر نے زُلف سنواری تھی

منصف تھی مہر و محبت میں
دلداری باری باری تھی

kitaabiyat.blogspot.com

وہ جس مری پر مرتے تھے
وہ مر گئی بھری جوانی میں

اک روز اچانک ڈوب گئی
وہ راول جھیل[۴] کے پانی میں

اب تھامس تھیچر اور ٹرنر
کھولے ہوئے آہوں کے "برنرز"[۵]

مری کا ماتم کرتے ہیں
جلتی ہوئی سانسیں بھرتے ہیں

جب اس کی گلی گزرتے ہیں
اڑتے بادل سے ڈرتے ہیں

۴۔ اصل دریا کا نام کافی مشکل سا تھا۔
۵- Burner (چولہا)

عمر اس کی سنگت میں جیسے
برسات کی رات گزاری تھی

اس پتھر دن میں لگتا ہے
وہ ریشم رات ادھاری تھی

۱۹۹۲ء

kitaabiyat.blogspot.com

kitaabiyat.blogspot.com

آشوب نامہ

سندھ پر دانت ہیں بنگال کو کھا رکھا ہے
پاک پرچم کو گگن پر لٹکا رکھا ہے

شملہ پگڑی کا سوا گز سے سوا رکھا ہے
سر کو ڈھونڈو تو وہ پاؤں میں پڑا رکھا ہے

نذرِ جاناں کے لیے پاس ہی کیا تھا اپنے
ایک دل تھا سو وہ امریکہ میں جا رکھا ہے

ہائے انگریز کا بخشا یہ نظامِ انصاف
فیصلہ جو بھی ہے محشر پہ اٹھا رکھا ہے

کوئی ملنے بھی تو آئے ہمیں دیکھو ہم نے
کھول کے اپنا ہر اک بندِ قبا رکھا ہے

خاص ترکیب کا ہے اپنا قوام قومی
گھر میں صحرا ہے مگر دل دریا رکھا ہے

ساری دنیا جو صف آرا تھی مقابل اپنے
ہم نے اس ضد میں ہی خود کو تنہا رکھا ہے

"تیسری دنیا" سرِ جنگ تو اُتری ہے مگر
"رائفل" کی جگہ بس دُم کو ہلا رکھا ہے

"ٹنڈی امریکہ" کی چٹ کر گئی سب اپنی کپاس
دل میں اب گھاس کا بن باس اُگا رکھا ہے

فرض ہے ہم پہ حکومت کا بھرم بھی رکھنا
گھر میں روٹی نہیں پکتی، پہ توا رکھا ہے

اڑ کے بھی قید رہا لفظ ٹیلی وژن کا
یہ خبرنامہ بڑا بے خبرا رکھا ہے

کیوں نہ ہو "مجلسِ ملی" میں یہ گرما گرمی
جو بھی ممبر ہے وہ غصے میں بھرا رکھا ہے

قصر مرمر ہے یقیناً کسی اسمگلر کا
"لنچ" کی میز پہ "لسّی" کا گھڑا رکھا ہے

سادہ لوحی بھی مسلّم سہی اپنی لیکن
اہلِ مغرب نے بھی خاصا گھبرا رکھا ہے

"خارجہ پالسی" کا اپنی اساسی نکتہ
سر بچانا تھا مگر ٹخنہ بچا رکھا ہے

کچھ وزیروں نے اجاڑی یہ بھری پھلواڑی
کچھ وڈیروں نے چراگاہ بنا رکھا ہے

پچھلی صدیوں میں رہائش کا ہے رومان پسند
اگلے پھاٹک پہ تو بس قفل لگا رکھا ہے

رزق اربابِ توکّل کا نہیں رُک سکتا
باجرا سارا "بٹیروں" کو کھلا رکھا ہے

اتنی مہنگائی کی ویرانی کے بعد اے جاناں
تیری آنکھوں کے سوا ملک میں کیا رکھا ہے

دین اسلام ہمہ مہر، ہمہ شیرینی
شہد میں ہم نے مگر زہر ملا رکھا ہے

کوئی پوچھے کہ وہ افریقا نہیں کیوں جاتے
گوری عورت میں جو یہ کہتے ہیں کیا رکھا ہے

ایک پل بھی نہیں آرام ٹیلی وژن کو
پاپ موسیقی نے کچھ ایسا نچا رکھا ہے

نِشو کردار، نہ آزادیِ افکار یہاں
شیر کو مرغ بنا کر "سٹھیا" رکھا ہے

kitaabiyat.blogspot.com

ووٹ "اک" آدمی اک، ہاتھ میں بندوق بھی ایک
یہی اسلوب حکومت کا بنا رکھا ہے

بات الفاظ میں پوری کبھی ہو سکتی ہے؟
ایک پردہ ہے جو کچھ کچھ سرکا رکھا ہے

اک پیمبر کی اک اُمت ہوئی فرقہ فرقہ
ایک قرآن کو "ورقا ورقا" رکھا ہے

اُڑ چکا حضرت اقبال کا شاہیں کب کا
ملت بیضا کا خالی پنجرا رکھا ہے

انقلاب اور بغاوت میں ہے جو "فرق ضمیر"
میں نے اس فرق کو اشعار میں "گا" رکھا ہے

۲ مارچ ۱۹۹۵

ایک رئیس زادے کی سالگرہ

قصرِ زر کار میں اک جشنِ طرب
رامش و رنگ کے عنوان سے آراستہ ہے
طشتِ خوش تابِ طلائی کی۔۔۔
سجل شمعوں میں جھلمل کرتی
اطلس و دیبا و زربفت کے جاجم پہ سجی
دور دیسوں کی ہر اک نعمتِ کم یافتہ ہے
ایک منظر کہ شگفت آور و دل خواستہ ہے
غرفہ ہائے چمن اندام کی محرابوں میں
خانہ زادانِ کمر بستہ کے ساتھ
ایستادہ و سُرود آمادہ
رامش و رنگ کے آہنگ سے آراستہ ہے

kitaabiyat.blogspot.com

طائفہ نغمہ سرایانِ نواباختہ ہے
یہ گدایانہ سرود!
تاج واورنگ کا
پرداختہ و ساختہ ہے
صف بہ صف چار طرف
ایستادہ و سُرود آمادہ
دستِ نورین و نگاریں سے بجاتی ہوئی دف
چھن چھنن چھن چھند چھند........
"حوریاں رقص کناں ساغرِ شکرانہ زدند"
ساز میں سحرِ سرود
بول میں شکّر و قند
لیکن اے اعلیٰ قدِ بالا حصارِ خُورسند

تیری سنگین فصیلوں کے تلے
شورِ گریہ ہے بلند

شور تشنہ و گُرسنہ غمیں انسانوں کا
شور مجروح سسکتے ہوئے ارمانوں کا
کار گر... جن کے سلگتے ہوئے ہاتھ
ان فصیلوں کی چنائی کے لیے
کوہساروں کی چٹانوں کی سلیں ڈھالتے ہیں
کھیت ان بھوکے کسانوں کے......
ہمیں پالتے ہیں
ان کے مدقوق بدن ڈھانپنے سے قاصر ہے

ان کی روئیدہ کپاس
ان کے کھلیانوں میں بھوک
ان کے دریاؤں میں پیاس

ٹوٹتی سانسوں میں دم توڑتی گویائی سن
آدمیت کی یہ مرتی ہوئی شہنائی سن
کرب صدیوں کا یہ خود کاشتہ

kitaabiyat.blogspot.com

برداشتہ پنداشتہ ہے

ان کے بچے انہیں پیارے ہیں مگر
ان کے آتے ہوتے جاتے ہوتے سال
ان کے مدفون بزرگوں کی طرح
ریگِ محرومی میں
چپ چاپ گزر جاتے ہیں
کتنے پھول "آب سرابوں" کی طرح
نادمیدہ ہی بکھر جاتے ہیں
کھِل پاتے نہیں مرجاتے ہیں
کس خرابے میں یہ اندوختہ انداختہ ہے
قصرِ زردار میں اک جشنِ طرب
رامش و رنگ کے عنوان سے آراستہ ہے

یہی کوچہ ہے

(مولا بخش خضر تمیمی کی نذر)

یہی کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں
عجب جمہور ہیں جمہوریت سے دُور رہتے ہیں

مِرے کھیتوں کی یہ دانوں بھری خوشحالیاں ان سے
زمینِ پاک کی ساری بلند اقبالیاں ان سے
چراغاں ہیں ہماری رات کی دیوالیاں ان سے
ستارے بانٹتے ہیں خود مگر بے نُور رہتے ہیں
یہی کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں

سرابِ دشت میں برسوں سے سرسوں بو رہے ہیں یہ
نہیں تن پر جو دامن اس کے دھبے دھو رہے ہیں یہ
دلوں میں حشر برپا تھا مگر گم ہو رہے ہیں یہ

kitaabiyat.blogspot.com

سروں پہ زندگی کا اینٹ گارا ڈھو رہے ہیں یہ
مسلسل جاگ کر اب سولیوں پر سو رہے ہیں یہ
یہ وہ ہیں جن سے اپنی بیریوں پر بُور رہتے ہیں
یہی کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں

انہی کے ووٹ سے اس قوم کا ایوان بنتا ہے
"وزیرآباد" بنتا ہے ، وزیرستان بنتا ہے
جو "مولا جاٹ" ہوتا ہے وہ "ایم این خان" بنتا ہے
انہی کی کھاد سے ہر کھیت کا کھلیان بنتا ہے
انہی کے بے نمودہ، اور زخم آلودہ ہاتھوں سے
بڑے بنگلوں میں ریشم گھاس والا "لان" بنتا ہے
انہی کے جسم پر چلتے ہوئے جلتے پسینے سے
امیروں کے گھروں میں جرمنی جاپان بنتا ہے
انہی کے سینکڑوں آوارہ بچوں کی جہالت سے
کوئی اک ڈاکٹر یا فوج کا کپتان بنتا ہے

انہی کی "خ" سے خیبر "میم" سے ملتان بنتا ہے
یہ جس بے پر کو پر بخشیں وہی پردھان بنتا ہے
وزیراعظم بھی ان کا منتخب انسان بنتا ہے
مگر خود یہ مقدر ساز بے مقدور رہتے ہیں
کوئی دستور ہو یہ لوگ بے منشور رہتے ہیں
یہی کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں

بھری برسات میں بھی اس طرف ساون نہیں آتا
ستارہ ہاتھ آ کر بھی سرِ دامن نہیں آتا
جو ان کا حق تھا ان پر وہ سہانا پن نہیں آتا
کہ یہ مزدور کے بیٹے ہیں اور مزدور رہتے ہیں
یہی کوچہ ہے جس میں شہر کے جمہور رہتے ہیں
عجب جمہور ہیں جمہوریت سے دور رہتے ہیں

Lawn -1

kitaabiyat.blogspot.com

عمران خان کی نذر

(ورلڈ کرکٹ کپ کے ہیرو)

لے کے عمران بال آتا ہے
رقص کرتا غزال آتا ہے

ڈالتا جب دھمال آتا ہے
لڑکیوں کو بھی حال آتا ہے

گیند کو سحر دلربائی سے
جا کے "وکٹوں" پہ ڈال آتا ہے

الاماں اس کی برق رفتاری
"بال" ہے یا خیال آتا ہے

ہم کو تو کچھ نظر نہیں آتا
کچھ مگر "لال لال" آتا ہے

فن جولاں سے اپنی گیندوں میں
میر کے شعر ڈھال آتا ہے

اس نے ہر ٹیم کو کیا دو نیم
"بال" ہے یا وبال آتا ہے

اس کشادہ قدم کے رستے میں
کب جنوب و شمال آتا ہے

کون سے سال دیکھئے جا کر
اس کی شادی کا سال آتا ہے

گیند کے ساتھ ملک کا بھی وقار
آسماں تک اچھال آتا ہے

kitaabiyat.blogspot.com

کیوں نہ ہو محترم زمانے میں
جس کو کوئی کمال آتا ہے

خوبصورت کھلاڑیوں سے ضمیر
کھیل میں بھی جمال آتا ہے

۱۔ ان کی شادی کا سال آخر ۱۹۹۵ء میں آیا تو ہم نے کہا
ہر طرف عمران کی اور جائقے کی بات ہے۔
اصل میں یہ زندگی کے ذائقے کی بات ہے۔

سیاست نامہ

سیاسی جوشاندی

قولِ فیصل "ہر کسے را بہر کارے ساختند"

اس کہاوت میں جو تھی مت ہم نہ سمجھے اس کا تت
وائے جہل اے وائے کم فہمی کہ بہرِ مملکت
تیرہ جاں افراد سے قومی ستارے ساختند
ریت کے گارے سے مسجد کے منارے ساختند

kitaabiyat.blogspot.com

از کفِ بے روزگاراں روزگارے ساختند
مونس از بیگانگاں و محرم از نامحرماں
تف بہ ایں دانش صفِ دشمن سے یارے ساختند
کچھ تراشیدہ جواہر کی ضرورت تھی مگر
بے حسابے بے کتابے بے شمارے ساختند

"بعد خفیہ ووٹ" خالی بکس نے آواز دی
دشمناں را مژدہ اے یارے کہ مارے ساختند
فلسفۂ طرزِ جمہوری نہیں جز ایں قدر
کچھ ہمارے سوختند و کچھ تمہارے ساختند

۱۷ نومبر ۱۹۹۴ء

رویّہ

مولوی اونٹ پہ جائے ہمیں منظور مگر
مولوی کار چلائے ہمیں منظور نہیں

وہ نمازیں تو پڑھائے ہمیں منظور مگر
پارلیمنٹ میں آئے ہمیں منظور نہیں

حلوہ خیرات کا کھائے تو ہمارا جی خوش
حلوہ خود گھر میں پکائے ہمیں منظور نہیں

علم و اقبال و رہائش ہو کہ خواہش کوئی
وہ بھی ہم سا نظر آئے، ہمیں منظور نہیں

احترام آپ کا واجب ہے مگر مولانا
حضرت والا کی رائے ہمیں منظور نہیں

۱۹۹۰ء

kitaabiyat.blogspot.com

مانا کہ روح کا بھی کرشمہ ہے جان میں
کیا عشق اگر بدن ہی نہ ہو درمیان میں

جغرافیہ ہمارا ہے تاریخ کے بغیر
ہم بود و باش رکھتے ہیں خالی مکان میں

دالان جب ہے ایک تو دروازے چار کیوں
کیا اب کوئی بزرگ نہیں خاندان میں

دیکھو کہ تاشقند میں سمجھوتا ہو چلا
اپنے امام تیمیہ و برگساں میں

دل تو نہ ہارتے کبھی ہم لیکن اے وطن
جب دوستوں کو دیکھا صفِ دشمناں میں

شعرِ مقفّیٰ، نظمِ معریٰ میں کیا ہے فرق
بس جو حنیف رامے[1] اور عمران خان میں

منظور ہے فلاح تو کم کیجیے حضور
یہ فاصلہ کسان میں اور حکمران میں

اس خانماں خراب غریبوں کے ملک کا
ایوانِ صدر ہو کسی کچّے مکان میں

۱۔ شاعر، دانشور اور مصور اور سیاست دان۔

۳ مارچ ۱۹۹۴ء

kitaabiyat.blogspot.com

وہ جنگ خاک لڑیں گے مجاہدوں کی طرح
گھروں میں رہتے ہیں جو لوگ ہوٹلوں کی طرح

بنا لیے ہیں مکاں ہم نے مسجدوں کی طرح
سجے ہیں گھر میں کھلونے مگر بتوں کی طرح

وطن کو لے کے چلے ہیں وہ لوگ منزل کو
حکومتوں کو چلاتے ہیں جو بسوں کی طرح

عجب نہیں کہ نہ مل پایا گوہرِ مقصود
زمیں کی کوکھ کو کھودا ہے مورچوں کی طرح

ہمارے ملک کا رنگ اور بھی نکھر جاتا
ہمارے مرد بھی ہوتے جو عورتوں کی طرح

کہاں سے ڈھونڈ کے لاؤں میں اس کا جسم ضمیر
برس گئی ہے جو ساون کے بادلوں کی طرح

۱۶ دسمبر ۱۹۹۴ء

kitaabiyat.blogspot.com

تین سو وڈیرے

(اول)

ملک میں جو تین سو وڈیرے ہیں
جن کے کھیت گاؤں کے چھپرے ہیں

جن کے باغ سبز اور گھنیرے ہیں
جن کے شہ درے مکان ڈاکوؤں کے ڈیرے ہیں

فالتو جہالت کے پالتو اندھیرے ہیں
زرکشادہ باہوں کے تنگ تنگ گھیرے ہیں

رہبری کے پردے میں راہ زن لٹیرے ہیں
ووٹ اٹیرنے کے بعد تیرے ہیں نہ میرے ہیں

(دوم)

جو بھی ہو اسمّبلی
اُس میں یہ مہابلی

عام لوگ تتھّو ہیں فتّو ہیں
خیرے اور شیرے ہیں

ان کی جوتیوں تلے
کیڑے اور مکوڑے ہیں

ان کی ماڑی باڑی کے
کمیرے ہیں ... "مزیرے" ہیں

kitaabiyat.blogspot.com

عام بے مقام لوگ
ان کی بند مٹھی میں

نیم جاں بٹیرے ہیں
قابض و مسلط ہیں

ملک کی سیاست پر
مسندِ قیادت پر

پیٹ کی ضرورت پر
روح کی طراوت پر

دین کی اقامت پر
کلمۂ شہادت پر

اس زمیں کی دولت پر
اس وطن کی قسمت پر

غاصبانِ زور دست
قابضانِ خود پرست

فرنگی حاکموں کے مست
وارثانِ باز گشت

kitaabiyat.blogspot.com

ہراس نامہ

قومی اسمبلی میں شریعت بل کی خواندگی جو ناخواندگی کی بھینٹ ہو گئی مگر اس "بل" (Bill) کے "بل" سے نکلتے ہی ایک خاص طرزِ زندگی کے خوگر لوگوں پر ہراس طاری ہو گیا۔ (ح ض)

حسینوں کے چہرے پہ سرخی نہ غازہ
ہر اک چیز باسی، بس ایمان تازہ

نہ مطرب، نہ مے، نہ کوئی نے نوازا
"پلازہ" ہے اور "ملّا" دو پلازا"

تو ہی اب بتا اے مرے کارسازا
کہاں جائے مجھ سا ترا بے نمازا

یہ دو دن میں دنیا کو "کی" ہو گیا ہے
کہ ہر آدمی "مولوی" ہو گیا ہے

ہوا ہے معطّر فضا فتنہ گر ہے
مگر کیا کریں کہ شریعت کا ڈر ہے

وکیل ایک دیکھا اداس و پریشاں
نہ چہرہ فروزاں نہ آنکھیں چراغاں

جو پوچھا کہ مسٹر ہو تم کیوں ہراساں
وہ پتلون پر کوٹ کالر کدھر ہے؟

وہ ٹائی کہاں ہے وہ جھالر کدھر ہے
وہ بولا کہ "تو" کس قدر بے خبر ہے

وکالت میں بحران ہو گا ہمیشہ
نہ جھوٹی گواہی نہ پیسہ نہ پیشہ

شریعت اب "آئین" ہے بھی "سُپر" ہے
کہ اس راستے میں نجاتِ بشر ہے

kitaabiyat.blogspot.com

بہو دفعتاً "ساس" لگنے لگی ہے
جوانی میں "بکواس" لگنے لگی ہے

املتاس پر گھاس لگنے لگی ہے
کہ "مہناز" "منہاس" لگنے لگی ہے

جو خاتون کل تک بڑی ماڈرن تھی
نری "نارمل پاس" لگنے لگی ہے

عدالت کچہری میں دیں دار قاضی
خدا ہوگیا تھانیداروں پہ راضی

دفاتر میں اوپر تلے ہیں نمازی
عساکر میں سارے شہید اور غازی

ستاروں کو اب روند دیں گے حجازی
بہت ہوچکی، "بے ہوائی جہازی"

بغیر علم و افکارِ تازہ کے ممکن
نہ قانون سازی نہ "صابون سازی"

شفا گھر مصفا، مہذب ہیں تھانے
مساجد کے اندر ہیں "پٹوار خانے"

غزل میں شراب و صراحی نہیں ہے
کنیز ایک بھی "بے نکاحی" نہیں ہے

بہت نعمتوں کو بہم دیکھتے ہیں
بس اک صنفِ نازک کو کم دیکھتے ہیں

بدلنے لگا زندگی کا قرینہ
پجارو چلانے لگا ابنِ سینا

تنی ہے تنِ نیم ساکاں پہ چادر
ہے اندر کراچی تو باہر گوادر

kitaabiyat.blogspot.com

مہکتی نہیں مست زلفیں ہوا میں
ہر اک چیز ہے بند، بند قبا میں

دل اب بھی یہی چاہتا ہے کہ گھر میں
کوئی چھم سے آئے کوئی دھم سے کودے

مگر اب یہ سب شوق یاروں نے چھوڑے
کہ انصاف اندھا ہے اور سخت کوڑے

یہ جو ہست اپنی ہے بودے نہ بودے
بتوں کو نہیں اب سلامے درودے

جوانی کی فرصت بہت مختصر ہے
مگر کیا کریں کہ شریعت کا ڈر ہے

عدالت، کچہری میں دیں دار قاضی
کمشنر ہے رومی، منسٹر ہے رازی

نہ سڑکوں پہ دیکھو گے سڑدنگ لڑکے
صفورا سے کہہ دو نہ دل اس کا دھڑکے

فلاحی ریاست کی خودانحصاری
حلیم اپنی، نان اپنا، اپنی نہاری

طلب علم کی قبلہ رو ہوگئی ہے
یونیورسٹی باوضو ہوگئی ہے

کریں فکر میں اجتہاد خیالی
اجازت اگر دیں امامِ غزالی

سوار ایک گھوڑے پہ سائیں اور سائیں
مسلمان امہ اراتیں نہ واتیں

سکونت کہیں ہو مگر سب "دوگرائیں"
تجارت ہے دائیں، مشقت ہے بائیں

kitaabiyat.blogspot.com

حکومت سبیلِ تجارت نہیں ہے
وزارت کوئی بے طہارت نہیں ہے

یہ کیا ہے اگر ذوقِ خدمت نہیں ہے
حجامت کی بھی اب تو فرصت نہیں ہے

وزیروں کی پہلی سی صورت نہیں ہے
نہیں یہ کہ ارمان راحت نہیں ہے
نہیں یہ کہ اب حرصِ دولت نہیں ہے

ضرورت تو پہلے سے بھی بیشتر ہے
مگر کیا کریں کہ شریعت کا ڈر ہے

سوچے، کدوچے، قدحے پینے والے
"رڑکنے" لگے دودھ لسّی کے پیالے

ہوئے ایک جیسے عوام و اعالی
وزیرِ خزانہ کی پاکٹ ہے خالی

"ڈنر" میں وزیروں کے مرغی کہ "فش" ہے
مگر یہ تو دیکھو کہ بس ایک "ڈش" ہے

سیاست ہوئی من "کھری" تن "نروئی"
نہ ٹھیکہ، نہ پرمٹ، نہ پانڈی، نہ ڈوئی

"ٹکیں" گے بالآخر یہ سب "ٹک مکاوے"
شریعت کو آنا ہے، "آوے ای آوے"

kitaabiyat.blogspot.com

گھر کی منڈیر سے

kitaabiyat.blogspot.com

پیش رفت

جھونپڑوں کا تھا یہی نعم البدل مکران میں
بن گیا سلطان مسقط کا محل مکران میں
آج کی شاہی سواری کے جلو میں دیکھنا
فوج امریکی اُتر آئے گی کل مکران میں

گوادر میں سلطان مسقط کا ڈیرا
وڈیرے کے اوپر چڑھا ہے وڈیرا
سویرے کا تھا منتظر اپنا ساحل
اندھیرا ہوا اور بھی کچھ گھنیرا

kitaabiyat.blogspot.com

آج بھی

حکمرانوں نے در و بستِ حکومت میں ضمیر
دل لگی تاریخِ پاکستان سے کیا خوب کی
آج بھی مسند نشینانِ حکومت میں صف آرا، دیکھئے
کچھ ضیاؔ[1] کی ذرّیت، کچھ باقیات ایوبؔ[2] کی

۱۔ جنرل ضیاء الحق ۲۔ فیلڈ مارشل ایوب خان۔

جمہوری تخت نشینی

میں بتلاؤں اپنے وطن پر کیوں بحران گزرتے ہیں
ملک پہ کچھ موروثی دولت مند حکومت کرتے ہیں

یہ افراد کہ اپنی روزی آپ نہیں پیدا کرتے
لیکن اپنے بھرے خزانے اور زیادہ بھرتے ہیں

قانونی لاقانونی، آئینی بے آئینی ہے
سچ پوچھو تو روگ اپنا جمہوری تخت نشینی ہے

۱۰ مارچ ۹۹ء

kitaabiyat.blogspot.com

حاکم لوگو!

محصولات کا مال غریب عوام پہ استعمال کرو
ناداروں لاچاروں کی روٹھی ہوئی خوشی بحال کرو

بیواؤں مسکین یتیموں کے دکھ کو کم کرنا ہے
ان کے دل میں محرومی کی آگ کو شبنم کرنا ہے

عمر رسیدہ مجبوروں معذوروں کی امداد کریں
شقی زمانے کے زخمی رنجوروں کی امداد کریں

خلق خدا کی دین حکومت، خلق خدا کے کام آئے
راحت کی تقسیم سے دکھیا لوگوں کو آرام آئے

کشتی طوفانوں میں چکرائے تو اسے کنارا دو
سارے رشتے ٹوٹ گئے ہیں جن کے، انہیں سہارا دو

یہ کوئی خیرات نہیں ہے فرض کا قرض چکانا ہے
اپنے پاؤں سے معذور انسانوں کو چلوانا ہے

ملک کے ہر اک فرد نے دونوں وقت نوالہ کھایا ہو
کپڑا جسم برہنہ پر ہر سر پر چھت کا سایا ہو

kitaabiyat.blogspot.com

خوشی فہمی

یہ خوش فہمی تھی اپنے لیڈروں سے
سیاست کے شناور بن گئے ہیں

ہمارے دکھ کا درماں کر سکیں گے
ہمارے غم میں یاور بن گئے ہیں

ہوا ثابت فسادِ باہمی سے
مزاروں کے مجاور بن گئے ہیں

۲ جنوری ۱۹۹۳ء

سیاست کا رخ

قبولی نہ تھی بے اصولی سیاست
جو ہارے الیکشن تو بھولی سیاست
یہی دوڑ اگر ہے ہوا و ہوس کی
چلے گی نہ یہ سانس پھولی سیاست

۱۹۹۳ء

جھانسہ

(کشمیر پر بھارتی مذاکرات کی پیش کش)

گھاؤ اور بھی گہرا ہو گا
گنگا جمنی بات چلے گی
بھارت سے پھر بات چلے گی
یعنی اور بھی رات چلے گی

۱۹ فروری ۱۹۹۳ء

kitaabiyat.blogspot.com

ترجیحات

مملکت اسلامی کے دس بارہ نئے وزیروں کی
کابینہ میں دوسری قسط کی کھیپ جو کل در آئی ہے
ان کی صورت دیکھ کے فکری نظری ترجیحات بھی دیکھ
ایک وزیر[1] ہے داڑھی والا سو وہ بھی عیسائی ہے

۱۔ جناب جے سالک

۲۷ جنوری ۱۹۹۳ء

ٹیم

لالہ مصری خان تھے کل ورطۂ حیرت میں گم
افسرانِ اعلیٰ کی تحلیل اور تقسیم سے
ہم کو تو لالہ کی حیرت پر بڑی حیرت ہوئی
ہر حکومت کھیلتی ہے اپنی اپنی ٹیم سے

۱۹۹۳ء

ووٹ کی طاقت

اک شکوہِ ملکِ عالی شان کو حاصل کیا
بے سروسامان تھے سامان کو حاصل کیا
اپنی ملت کی الگ پہچان بھی ہم کو ملی
ووٹ ہی سے ہم نے پاکستان کو حاصل کیا

گزارش

کوئی بھی ہو منصوبہ فلاحی کہ رفاہی
ہو پانچ نکاتی کہ بھلے آٹھ نکاتی
اربابِ حکومت سے گزارش ہے یہ ذاتی
مزدور کے بچے کو بھی مل جائے چپاتی

۱۹۹۳ء

kitaabiyat.blogspot.com

ٹی وی نامہ

(پاکستان ٹیلی وژن کی سلور جوبلی پر)

"ٹی وی بی بی" کی چُلبلی دل گرماتی جاں برماتی بھی
پچیس برس کی سُر سنگت کچھ منفی کچھ اثباتی بھی

طاؤس و رباب سے رغبت بھی، مے اور مینا سے وحشت بھی
کچھ شخصوں سے کتراتی بھی کچھ خبروں کو کھا جاتی بھی

ہر نوع کے پھول اور کانٹے موتی کنکر اس کے دامن میں
یہ اپنا "سوہن حلوہ" بھی یہ اپنی دال چپاتی بھی

ہر اونچی کرسی کی خوش پُرسی فن اس کا اور دھن اس کا
یہ لیگی بھی یہ "پی پی" بھی فوجی بھی پنج نکاتی بھی

کوئی بولے اسلام کرو کوئی چاہے نیلام کرو
دوپٹہ سر پر لاتی بھی لپکاتی بھی سرکاتی بھی

کچھ پھوسڑ طبلے بجتے ہیں کچھ سچے سُر بھی لگتے ہیں
کچھ حرفوں کو چمکاتی بھی کچھ برفوں کو پگھلاتی بھی

اقبال کو "فِٹ" کر لیتی ہے ہر آقا کی خوش قامت پر
وہ خاکی بھی افلاکی بھی صحرائی بھی برساتی بھی

کچھ بول "اوتّلے" بولے بھی کچھ علم کے موتی رولے بھی
کچھ عالم فاضل جیّد بھی کچھ دانشور حالاتی بھی

نغمہ اس میں آنسو اس میں یہ ساز بھی ہے مضراب بھی ہے
کچھ زخموں کی سوداگر بھی کچھ یادوں کی باراتی بھی

سب میر وزیر مشیر سفیر اسیر اس جادو گرنی کے
اس کے درشن دروازے پر رمضانی بھی شبراتی بھی

ماحول کے چُپ ویرانے میں آہنگ کوئی ہمسفر رہا
یہ جگنو شب چمکاتا سا، یہ جوگن بین بجاتی بھی

۱۔ مسلم لیگ، پاکستان پیپلز پارٹی اور جرنیلی بندوبست۔ وزیر اعظم کا پنج نکاتی پروگرام۔
۲۔ پنجابی میں بے ڈھب کے معنی ہیں۔

۲۶ نومبر ۱۹۸۹ء

kitaabiyat.blogspot.com

انحراف

خدا کے نام پر لینے کے بعد اب
ہمارا ملک تازہ بن رہا ہے
خدا کے نام کا اخراج دیکھو
اساسِ آگہی .. تاراج دیکھو
سیاست کا "نراجی راج" دیکھو
تماشا دیدنی ہے آج دیکھو
کہ رشوت اور اسمگلنگ کے دھن سے
پلازے پر پلازا بن رہا ہے
یہ کیا اسے کار سازا بن رہا ہے؟

خود کفالت

دشمنِ جاں بن گئے سارے خسارے کے بجٹ
قرض نے پھینکا ہے مہنگائی کے غاروں میں ہمیں

بے طرح جکڑا ہے معزب کے دسیسہ کار نے
بین الاقوامی اداروں کے اُدھاروں میں ہمیں

گیہوں امریکہ کی اب کھاتے کسانوں کی زمیں
رزق ملتا ہے مگر کم روزگاروں میں ہمیں

کس قدر تضحیک سے کرتی ہے اب دنیا شمار
بے سلیقہ بے وسیلہ بے سہاروں میں ہمیں

کیا ہوا جو ساری پیدل قوم کھاتے ٹھوکریں
خود کفالت تو ہوئی اسٹاف کاروں میں ہمیں

۱۔ ایک جائزے کے مطابق اعلیٰ سرکاری افسروں کے اسٹاف کے لیے اعلیٰ موٹروں کی کمی نہ تھی۔

۹ جنوری ۱۹۹۵ء

kitaabiyat.blogspot.com

لسانی اشتراک

کوئی تو مشترک بھی ہو زبان بول چال کی
کہ جس سے رابطے کا رس رواں رہے زبان میں
اگر یہی ہے غیریت کا پردہ درمیان میں
کہ اپنی اپنی بولیوں کے تیر ہوں کمان میں
محاذِ جنگ پر لڑے گی فوج کس زبان میں

ترجیحات

تعمیر کے عمل میں تسلسل ہے ناگزیر
ہر چار پانچ کوس پہ اک سنگِ میل ہے
اپنی نگاہ پر بھی جمی کتنی دھول ہے
"ایکشن" نہیں قبول، الیکشن قبول ہے

تسلسل

نئے سورج میں بھی سابق اندھیرے ہی کے ڈیرے ہیں
عوام اب بھی وہی محرومیوں کا کرب سہتے ہیں
کہ اب بھی قصرِ سلطانی کے "درشن دور" گنبد میں
وہی نوّاب، ساہوکار اور سردار رہتے ہیں

فلسطین

اسرائیل کے ساتھ یاسر عرفات کا سمجھوتا پسند مگر اسرائیل ناپسند۔

یاسرِ عرفات کا سمجھوتا خوش آیا مگر
ملک اسرائیل کی توثیق فرماتے نہیں
یاد آئی ہم کو اپنے دوغلے پن پر یہ مثل
گڑ تو کھا لیتے ہیں لیکن ۔۔۔ گلگلے کھاتے نہیں

kitaabiyat.blogspot.com

آزادی

شہر نگر موجود سہی
کس کے گھر اولاد نہیں
ملک مگر آباد نہیں
بھول اصول خدا و رسول
کچھ بھی اس کو یاد نہیں
بھوکا شخص آزاد نہیں

۱۹۹۳ء

علیلی تبدیلی

اس تبدیلی کے کیا کہنے
یہ کیسی دانائی بھائی
گائے چھوڑی گھوڑی پائی
دودھ گرایا لید اٹھائی

مغالطہ

منا رہی ہے جشن ، طرزِ زندگی کی جیت پر
ہماری قوم بھی ضمیر کتنی مست الست ہے
یہ نیک بخت سازشی بھنور میں کب سمجھ سکی
سمجھ رہی ہے فتح جس کو اصل میں شکست ہے

معیار

وہ مذا کراتی ہو
نج کرشش لگاتی ہو
اپنا یار
حسب کے گھر
روغنی چپاتی ہو

kitaabiyat.blogspot.com

انتخابی نشانات کے ساتھ ساتھ

ہر جہالت کوٹھڑی میں شمعِ دانش نورِ عین
بلّے بلّے لالہ مصری خان تیری لالٹین

پھول حسنِ زندگی ہے پھول رنگِ کائنات
تو جہاں بھی جائے برسیں پھول تیرے ساتھ ساتھ

تیری بانہوں پر بھی پھولوں کے ہمیں گجرے قبول
بات تو جب ہے اُگیں مزدور کی کٹیا میں پھول

ہو "کلہاڑا" یا درانتی تیر یا تلوار ہو
اسلحہ سب اپنی آزادی کا پہرہ دار ہو

اپنے سجدوں کے لیے اپنی زمیں پر ہی رہو
بیٹھ کر گھوڑے کی زیں پر بھی زمیں پر ہی رہو

"آٹھویں ترمیم"[1] ہے سر پر ہتھوڑے کی طرح
اے معزّز شخص بک جانا نہ گھوڑے کی طرح

"سائیکل" رفتار میں گھوڑا نہ ہو موٹر نہ ہو
ملتِ بیضا کا ٹائر دیکھنا پنکچر نہ ہو

فِیل کے معنی کہ اونچا ہو مگر بھاری نہ ہو
بیل بھی اچھا اگر وہ "سانڈ سرکاری" نہ ہو

تو نمائندہ ہے اس ایوانِ با توقیر کا
فیصلہ کرنا ہے جس کو مُلک کی تقدیر کا

[1] آئین میں جنرل ضیاء الحق کی ترمیم، جس کی رو سے صدر مملکت اسمبلی توڑ سکتا ہے۔

kitaabiyat.blogspot.com

قومی اسمبلی کے سقوط پر

شام کا وہ سانولا پن بھی غنیمت تھا کہ اب
صبح تو آئی نہیں اور رات بھی باقی نہیں
ہم نہ کہتے تھے نہ خورد و نوش پر جھگڑا کرو
جس سے کھا سکتے تھے اب وہ ہاتھ ہی باقی نہیں

لواری پاس[1]

بن رہا ہے راستہ چترال سے تا ... تاشقند
تاکہ وسطی ایشیا کے رابطے پھر راس ہوں
ہم کو اس منصوبے کی رومانیت پیاری مگر
پہلے خود اپنے "لواری پاس" سے تو پاس ہوں

۱۔ جو برسوں سے بند پڑا تھا۔

۱۹۹۳

استحکام

آرزو ناقص تو کامل عشق کی امید کیا
دل ہی کافر ہو تو پھر اسلام آ سکتا نہیں
ٹوٹ جائے نظمِ جمہوری تو پھر اس ملک میں
انتشار آئے گا ، استحکام آ سکتا نہیں

۲۰ فروری ۱۹۹۴ء

کیس ہسٹری

وہ لیڈروں کا بھیس ہو یا کرسیوں کی ریس
پھر پھنس رہا ہے ایک سیاسی بھنور میں دیس
تفصیل ہے طویل مگر مختصر ہے کیس
بنتی نہیں ہے ہم سے حکومت "براڈ بیس"

Broad Base

۲ مارچ ۱۹۹۴ء

kitaabiyat.blogspot.com

شباب کی جنگ

(محترمہ بے نظیر بھٹو اور محترم میاں نواز شریف کی محاذ آرائی)

یہ سیاست میں انتخاب کی جنگ
ایک ہیجان و اضطراب کی جنگ

نہ حقیقت کی جستجو مطلوب
نہ یہ جمہوریت کے خواب کی جنگ

سامنے کوئی فلسفہ نہ اصول
نہ یہ آئین اور کتاب کی جنگ

دونوں جانب ہیں قائدینِ جواں
ہے فریقین میں شباب کی جنگ

۲ دسمبر ۱۹۹۳ء

فالتو دانائی

کر رہا ہے قوم کو مضبوط جمہوری نظام
تلک کے اندر محاذ آرائی کم ہوتی نہیں

کم نہ ہو گا انتشارِ نوعِ انساں جب تلک
آدمی کی فالتو دانائی کم ہوتی نہیں

ہر قدم پر دام ہے ہر گام پر دھوکہ سہی
اپنی انساں دوست بے پروائی کم ہوتی نہیں

kitaabiyat.blogspot.com

راج گھر

اک بادشاہ سے تو نمٹ لے بھی آدمی
لاکھوں سروں پہ ایک ہی تو سر کج کلاہ ہے
لیکن ہماری مجلسِ ملی گواہ ہے
اس راج گھر میں جو بھی ہے وہ بادشاہ ہے

ردِّ عمل

مختصر سی اک کراچی سے خبر آئی ہے کل
کارخانے بند ، دفتر بند، کاروبار بند
بے کفن مرتے تھے جو اب بے خبر مرنے لگے
کر دیئے سرکارِ عالی قدر نے اخبار بند

عجوبہ

شرحِ قتل عام میں بے شک اضافہ ہو گیا
حلقہ اقوام میں بے اعتباری بڑھ گئی
لیکن اپنے بعض احمق مہربانوں کے طفیل
اتنے مندے حال بھی سرمایہ کاری بڑھ گئی

مذاکرات

میز پر یہ مذاکرات کی بات
ملک اور قوم کی نجات کی بات
خوش سگالی اگر ہو دونوں طرف
موت کرنے لگے حیات کی بات

kitaabiyat.blogspot.com

نابینا کابینہ

ناخواندہ چند وڈیروں کی
یہ اپنی جو کابینہ ہے
اندھوں کے ہاتھ آئینہ ہے
کیا دیکھے جو نابینا ہے

گھوڑے

شجاعت کی تاریخ میں تو پڑھا ہے
کہ یونان میں تھے ٹرائے کے گھوڑے
ہماری سیاست کی گھڑ دوڑ میں تو
فقط دوڑتے ہیں کرائے کے گھوڑے

کلچر کالچر پن

ہو کوئی بھی سرکاری منصوبہ مٹی گارے کا
"ٹی وی" اس کی فلمی تصویری مشہوری کرتی ہے
ایسی لچر مثال نہ دیکھی ہو گی اپنے کلچر کی
مرد تو ڈھول بجاتا ہے عورت مزدوری کرتی ہے

آستانۂ عالیہ

کوئی شخص بھی جو تھا سابق وزیر
نہ لاہور میں ہے نہ گجرات میں
اسے ڈھونڈھنا چاہتے ہو اگر
بِلا تو ملے گا حوالات میں

kitaabiyat.blogspot.com

اکّیسویں صدی

اس سال کے بجٹ میں کیا کیا نہیں ہے لیکن
کیفیت ایک خاص ڈرامائی آ گئی ہے
اکیسویں صدی کی دانائی آتے آتے
بائیسویں صدی کی مہنگائی آ گئی ہے

ڈھول میں پھول

وہ جو بچہ پڑھ رہا ہے ٹاٹ کے اسکول میں
پھول وہ بھی ہے مگر پھینکا گیا ہے ڈھول میں
راستے میں خود کھڑی کیں ہم نے دیواریں بہت
فاصلہ اتنا نہ تھا چکوال اور کاکول میں

تقسیمِ اقتدار

بارش کے پانی کی طرح طاقت بھی کرو تقسیم
نچلے ہاتھوں کی جانب اوپر کے ہاتھ بڑھاؤ
ہر چوپال میں اپنا مکھیا اور اپنا لج پال
اک اک صوبے اندر دو دو صوبے اور بناؤ

روایت

یہ انگریزوں کی صدیوں سے بڑی مشہور عادت ہے
دریدہ بھی اگر دامن ہو ، نکٹائی نہیں جاتی
روش اپنی بھی اک پختہ ہوئی طرزِ سیاست میں
حکومت تو چلی جاتی ہے ، مہنگائی نہیں جاتی

kitaabiyat.blogspot.com

جوتا اور آٹا

مٹی میں ہماری نہیں نم کم مگر افسوس
کیوں حُسنِ توازن کا کوئی گُل نہیں کھلتا
جوتوں کے تلے دب گئی روٹی کی فضیلت
"باٹا" تو یہاں ملتا ہے آٹا نہیں ملتا

جرم و سزا

کیوں عوام الناس کے چہرے نہ ہوں دہشت زدہ
کیوں نہ ہوں دیہات ویراں شہر کیا آباد ہوں
مسکنِ امن و امان و ملک رہ سکتا نہیں
قید ہوں منصف جہاں ، مجرم جہاں آزاد ہوں

جنگ نامہ وزارت

نومبر ۱۹۹۴ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں ممبروں کے درمیان ایک شرمناک دھینگا مشتی میں کئی ارکان مجروح ہوئے جن میں راؤ قیصر علی کو شدید زخم آئے۔

انتہائی وحشت و نفرت کی موجِ تند میں
اس طرح تھے جذب اپنے جسم کے گھاؤ میں ہم
خوں کے بہتے رنگ میں کچھ فرق کر پائے نہیں
نرسیمہا راؤ[1] اور قیصرعلی راؤ میں ہم

۱۔ بھارت کے وزیراعظم۔

گردشِ ایّام

شب و روز کی گردشیں الاماں
جو پربت تھے کل ، آج رائی نہیں
حکومت کے کرسی نشینو سنو
حوالات میں چارپائی نہیں

kitaabiyat.blogspot.com

طرزِ زندگی

اپنا طرز زندگی ہے پارلیمانی نظام
بن گیا ہے ٹوٹنے پر بھی یہ جمہوری خراج
صبح کی پہلی کرن کے ساتھ ہی بعد از نماز
گھر کے مرغے مرغیوں سے کر رہا ہوں احتجاج

زکواۃ کی تقسیم

مسائل کی ... تفہیم ہونے لگی ہے
برائے زر و سیم ہونے لگی ہے
یہ دن دیکھنا تھا ... بنام زکواۃ
کرپشن¹ کی تقسیم ہونے لگی

Corruption - ۱

گہری قبر

شہد سے چاٹا کرو اعدادِ بے مفہوم کو
آج کے مخدوم کا تحفہ ہے یہ مظلوم کو
کیسے دے سکتا تھا زرداری بجٹ ہاری بجٹ
کتنی گہری قبر دی ہے ملّتِ مرحوم کو

سوئی گیس کی سوئی

بجٹ سنا تو خانم چیخی
اوئی اوئی اوئی اوئی
پوچھا تو چولہے سے پکاریں
چبھ گئی "سوئی گیس" کی سوئی

kitaabiyat.blogspot.com

کشمیریات

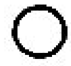
(ہم نے جنیوا میں انسانی حقوق کے کمشن کے سامنے قرار داد پیش کرنا چاہی
مگر دوستوں کے سمجھانے بجھانے پر پیش نہ کر سکے)

اک ووٹ بھی جنیوا میں حاصل نہ کر سکے
حالات کاشمر کے نہایت خراب ہیں
اپنے وزیرِ خارجہ کا طُرفہ ہے جواب
ناکام ہو گئے ہیں مگر کامیاب ہیں

جنیوا بات چیت میں ہماری زک پہ حیرت کیا
معاہدہ۔ شملہ کا تتمّہ۔ کتابی ہے
وزیرِ خارجہ کا یہ جواب انقلابی ہے
شکست پیش رفت ہے، خرابی کامیابی ہے

برق آشیاں

نرخ بجلی کے گرے لوگوں پہ بجلی کی طرح
بھر رہے اب یہ جرمانہ مگر سالانہ ہم
اڑتے پھرتے ہیں گھروں میں بے پرِ پروانہ ہم
"کر رہے ہیں برق سے روشن چراغِ خانہ ہم"



(بجلی کے نرخوں میں مزید در مزید اضافے پر)

تھا کبھی نورِ نظر، آرامِ جاں بجلی کا بل
ارغواں کرتا تھا دالان و مکاں بجلی کا بل
بن گیا ہے اب تو "برقِ آشیاں" بجلی کا بل
یہ تپاں، یہ قہرماں، "چنگیز خاں" بجلی کا بل

kitaabiyat.blogspot.com

بائیکاٹ

(ملک میں بڑھتی ہوئی سیاسی محاذ آرائی پر)

کارروائی میں کوئی رنگ نہ رس
اب سبھاؤ ... وطن سبھا کا سپاٹ
ایسی ہٹ دھرمی بلکہ "جٹ دھرمی"
کہہ رہا تھا یہ اپنا ... مولا جاٹ
فصل پر جس طرح درانتی ہو
ملک کو کاٹ دے نہ بائیکاٹ

اسمبلی ہال کی آتشزدگی

آتشیں الفاظ کا محشر یہاں خوابیدہ ہے
مجلسِ ملی کا گھر انبارِ آتش دیدہ ہے

۱۰ نومبر ۱۹۹۳ء

صدارتی انتخاب

آ رہا ہے اپنے صدر مملکت کا انتخاب
سب الیکشن باز ... گھاگ آسودگاں امیدوار
آزمودہ مہرباں ... نامہرباں ... امیدوار
شیر، چیتے، مرغ، طوطے اور "کاں"[1] امیدوار
سارے موروثی سیاسی خانداں، امیدوار

۱۔ کوا

نومبر ۱۹۹۳ء

ڈیڈ لاک (Dead Lock)

(حکومت اور متحدہ قومی محاذ کے مذاکرات کی بے رفتاری پر)

ملی مذاکرات بھی کیا موڑ مڑ گئے
"گل بات"[1] ڈھل کے دھات بنی "راک"[2] ہو گئی
نیت بخیر ہوتی تو کچھ بات ہی نہ تھی
دراصل یہ انا تھی جو ڈیڈلاک ہو گئی

۱۔ گفتگو ۲۔ Rock (چٹان)

۲۵ جولائی ۱۹۹۵ء

kitaabiyat.blogspot.com

آئندہ

کیا دکھاتے ہیں ہمیں دیکھئے یہ منصوبے
وہ گزشتہ کے الیکشن تو ہمیں لے ڈوبے

لوٹا بکَف

نہ پورے اِس طرف ہیں ہم، نہ پورے اُس طرف ہیں ہم
مصافِ زندگانی میں فقط لوٹا بکف ہیں ہم

تاجر اور ہڑتال

نقصان تاجروں کے تدبّر سے دُور ہے
ہڑتال میں بھی کوئی منافع ضرور ہے

یک روزہ بے خبری

(کراچی کے حالات دگرگوں تھے۔ حکومت نے بعض اخبارات کے رویئے پر خفا ہو کر ان کی بندش کے احکام جاری کر دیے مگر اس حکم کی سیاہی ابھی خشک نہ ہوئی تھی کہ احکام واپس لینا پڑے)

جیسے ہے صبح یار کے دیدار کے بغیر
یا قاہرہ ہو مصر کے بازار کے بغیر
اتری نہیں ہے روزنِ دیوار سے کرن
دن کس قدر سیاہ ہے اخبار کے بغیر

kitaabiyat.blogspot.com

تانگہ گھوڑے کے آگے

(اسلام آباد میں زندگی کی بنیادی ضروریات تو عام شہری کو دستیاب نہیں۔
مگر زیرو پوائنٹ پر ایک عالی شان بارہ دری بن رہی ہے۔ ض)

تشنگاں کے منہ میں تاکہ کچھ تری "ترقی" رہے
قصر سلطانی کے اندر رس بھری موجود ہے
جیسے اپنے ملک کے دارالحکومت میں ضمیر
سانس لینا بند ہے، بارہ دری موجود ہے

یکم اکتوبر ۱۹۹۵ء

جوان جنگ

(1965)

توڑا غرور بھارتی اگنی ترنگ کا
دنیا کی عقل پاک جوانوں نے دنگ کی
اک بات خاکسار نے بھی کی یہ ڈھنگ کی
جرنیل کی نہیں یہ سپاہی کی جنگ تھی

نظام تعلیم

اچھا تعلیمی سسٹم
اماں بھی استانی بھی
ابا، نانا، نانی بھی
طہرانی، یونانی، انگلستانی، پاکستانی بھی
مسلم بھی نصرانی بھی
چھوّ بھی اور ننّیا بھی
خواہر، دختر، بھیّا بھی
انجن بھی اور پہیّہ بھی

kitaabiyat.blogspot.com

بھائی مولا بخش کے نام

(دس بچوں کا ایک مفلوک الحال والدِ بزرگوار)

کھیتی تیری چار کنال
بچے تیرے سال بہ سال

"نڈھے" سے تو ہوا نڈھال
کالے "بال" پہ پچکے گال

گوری گائے، کالی کھال
بھوکے بیل کی آنکھیں لال

تن پر کھدّر بھدّر کھادی
ایسی آبادی، بربادی

دو مونہوں میں آدھی روٹی
چھ ٹانگوں پر ایک لنگوٹی

آدھا پکّا، آدھا کچّا
آٹھ مہینے میں اک بچہ

بے شک ہے اولاد ضروری
یہ تو ہے اک پلٹن پوری

شہر بھرے ہیں ملک ہے خالی
آبادی نے بستی کھا لی

پورا کان، نہ سالم "گوڈا"
جیسا "ٹانڈہ" ویسا ڈوڈا

جسم کے سب کل پُرزے ڈھیلے
والد پیلے، بچے نیلے

kitaabiyat.blogspot.com

مری ہوئی روحوں کا بڑھنا
کھیت میں ہے چوہوں کا بڑھنا

"مندی گل نہ ہووے چنگی"
آدھی قوم ہے بھوکی ننگی

دیکھ تری اولاد زیادہ
ملک نہ کردے، بے اولادا

جن گئے بچے پورے دس
بس کر مولا بخشا بس

۱۔ پنجابی میں گھٹنا
۲۔ پورا مصرع پنجابی میں (بری بات اچھی نہیں ہوتی)

بنیاد پرستی

مذہب کی روش پر، ہونٹوں پر
غالب --- غربی تقّالی ہے
خوبی کی سند --- ہر خرمستی
بنیاد پرستی --- گالی ہے

kitaabiyat.blogspot.com

نثر میں جو ہوتی ہے شاعری نہیں ہوتی
"شیر" کے قبیلے میں "لومڑی" نہیں ہوتی

شکل تو ذرا دیکھو مغربی تمدن کی
جیسے آگ کے اندر پھلکڑی نہیں ہوتی

قوم کی ضرورت تو اور بات ہے لیکن
فطرتاً ہر اک عورت "مولوی" نہیں ہوتی

دوستوں سے اُمیدیں، مہر اور مروّت کی
جون کے مہینے میں جنوری نہیں ہوتی

ننگے پاؤں لوگوں سے پوچھتے ہیں چارہ گر
قوم اپنے پاؤں پر کیوں کھڑی نہیں ہوتی

زندگی کا سانچا کچھ ٹھیک ہو چلا شاید
گدگدی تو ہوتی ہے، کھلبلی نہیں ہوتی

شور کی زمینیں ہیں اس طرح کی قومیں بھی
جن کے پاس کوئی شے "مادری" نہیں ہوتی

kitaabiyat.blogspot.com

اک مسلسل گھٹن "گھٹالہ" ہے
ہر اجالے پہ کوئی جالا ہے

سنگ و آہن کی پرورش کے لئے
ہم نے پھولوں کو روند ڈالا ہے

رشوت اندوزی اور لوٹ کھسوٹ
اپنے حالات کا حوالہ ہے

تھان ہے کچھ بکاؤ گھوڑوں کا
کچھ وڈیروں کی "گاؤ شالہ" ہے

تیرگی کو لپک کے چوم لیا
روشنی کو جتن سے ٹالا ہے

جہاں امّید کا بہاؤ تھا
وہاں اب گندگی کا نالہ ہے

سنگ مرمر کا اپنا "شاہ محل"
کالا ہے اور "شاہ کالا" ہے

خاک منہ میں مرے، مگر اب ملک
دہنِ سگ میں اک نوالہ ہے

فرق میر و فقیر کے گھر کا
واں "دوالی" ہے یاں "دوالہ" ہے

جو کبھی موتیوں کی "مالن" تھی
اب وہی اُستروں کی مالا ہے

kitaabiyat.blogspot.com

جو اڑاتا تھا آسماں کی طرف
وہ پرندہ ہی مار ڈالا ہے

جب بھی دیکھا امیرِ شہر کے گرد
کوئی سالی ہے کوئی سالا ہے

ہر مسافر کی ٹانگ کے درپے
کوئی نہ کوئی "ڈانگ" والا ہے

عام لوگوں سے چھین کر لقمہ
کچھ وڈیروں کا پیٹ پالا ہے

بے گھروں بے نواؤں کا لیڈر
سب سے اونچے مکان والا ہے

دودھ جس میں کبھی چھلکتا تھا
اب وہی بھیک کا پیالہ ہے

چالو ہیں "انڈیا" کے آلو پر
منہ میں مانگا ہوا نوالہ ہے

لکھنے پڑھنے کا اب دماغ کسے
ڈاکوؤں اور پولس سے پالا ہے

سانحہ یہ ہوا کہ ہر چہرہ
"بے خیالا" ہے "بے سوالا" ہے

وہ نہ گر کر کبھی اٹھا جس کو
"عالمی بینک" نے سنبھالا ہے

ایک سی بے دلی میں لپٹے ہیں
"ٹنڈو آدم" کہ "ہیڈ مرالہ" ہے

بات کتنی سفید ہو ان کی
بیچ میں کچھ تو کالا کالا ہے

kitaabiyat.blogspot.com

یہ ہمارا نظام جمہوری
کیا انوکھا ہے کیا نرالا ہے

جو جہالت میں، سب سے بالا ہے
وہ وزارت میں سب سے اعلیٰ ہے

۶ دسمبر ۱۹۹۵ء

پیلی پیازی پارٹی

سرخ ہو یا سبز پیلی یا پیازی پارٹی
ملک کو درکار ہے اک کارسازی پارٹی

کوئی "جانانہ ادا تنظیم" بھی تھی لازمی
عورتوں کی بھی تو ہوتی کوئی نازی پارٹی

آبِ نو کا ایک دریائے رواں ہے زندگی
ترجمانِ فکرِ تازہ کوئی تازی پارٹی

مختصر ہے اپنے جمہوری سفر کی داستاں
گاہ فاشی، گاہ راشی، گاہ نازی پارٹی

دے رہی ہے دستکیں دروازے پر اگلی صدی
اور "حجازی پارٹی" ہے "بے جہازی" پارٹی

kitaabiyat.blogspot.com

ووٹ کی پرچی پہ ہم لکھیں گے مستقبل کا خواب
ہم کو نامنظور ہے "ماضی پہ راضی" پارٹی

کچھ نہ کچھ جاگی تو جمہوری عمل کی چاندنی
جُھگیوں میں گھومتی ہے "دو پلازی" پارٹی

کٹ کے اربابِ سیاست سے بنائیں کاش اب
حضرتِ مولانا۱ کوثر نیازیؒ پارٹی

۱۹۹۰

۱۔ ممتاز دانشور، صحافی، ادیب و شاعر اور سیاستدان اور وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی مرحوم۔

گرانی کی جوانی

(شکستِ فاتحانہ)

روپے کو چاروں شانے چت گرانا
پھر اس پر کامرانی کا ترانہ
پس اقدامی کو کہنا پیش قدمی
مبارک ہو شکستِ فاتحانہ

ہمارا موقف

جہازوں کی خیر اور گھوڑوں کی خیر
یہ مانا کہ "ڈالر" کی بھرمار ہے
معاشی فتوحات کے باب میں
ہمارا موقف یہ سرکار ہے
دلائل نہیں ---- "دال" درکار ہے

kitaabiyat.blogspot.com

آہنگ

میرے ہاں کم ہوں گے فن پختہ غزل خوانوں کے لفظ
میں تو لکھتا ہوں "نئے ہونٹوں" "نئے کانوں" کے لفظ

جمہوریت

بے شک غلط سلط ہو لیکن بات عوام کی کرتی ہے
جمہوریت بھی ایک طرح کی فوج کی جبری بھرتی ہے

اسلوب

جنگ اس اسلوب سے بھی آج کل کرتے ہیں لوگ
قتل تو ہوتے نہیں پر قحط سے مرتے ہیں لوگ

تضاد

ہم لوگ شوقیہ بھی بڑے درد مند ہیں
امریکہ ناپسند ہے ڈالر پسند ہیں

یک طرفہ

کیوں فقط سیاست ہی موردِ ملامت ہے
آج کل تو جنگ بھی اصل میں تجارت ہے

خوش سپردگی

اس خوش سپردگی سے یہ ملک چل رہا ہے
روٹی نہیں ہے لیکن تندور جل رہا ہے

kitaabiyat.blogspot.com

پچھل گراں

kitaabiyat.blogspot.com

بادل کے پیچھے دھوپ

بڑی عمر کے بھی بڑے فائدے ہیں
کئی عورتیں اجنبی ہو گئی ہیں
سہانی لگے ہیں پرانی منڈیریں
بڑی بوڑھیاں بھی نئی ہو گئی ہیں

kitaabiyat.blogspot.com

○

لو اُن کا چہرہ لال ہوا
پھر اپنا استحصال ہوا

مانا کہ اکٹھا مال ہوا
جینا تو مگر جنجال ہوا

لوگوں کے چہرے تو دیکھو
جو اپنی کپاس کا حال ہوا

کچھ یاد بھی ہے بابا اب تک
دل کتنا استعمال ہوا

کچھ کم ہے کیا یہ کارِ جہاں
اک بچہ تو ہر سال ہوا

جب اس کے لمبے بال ہوئے
تو اپنا لمبا سال ہوا

وہ پھول بدن بھی کرسی میں
جب پھولا تو فٹ بال ہوا

شب گھر میں قیل و قال رہی
دن دفتر میں پامال ہوا

اس دور میں اتنا جی لینا
یہ کتنا بڑا کمال ہوا

یہ ملک کسی ملزم کی طرح
تھانے میں استعمال ہوا

kitaabiyat.blogspot.com

اسلام آیا تو چہروں پر
رومال لٹک کر شال ہوا

چوروں کے سوا ہے کون یہاں
جو اپنی آپ مثال ہوا

اب اگلی نسلوں کی سوچو
اپنا تو جو بھی حال ہوا

اس غزل بہانے اردو میں
بھلوال ہوا چکوال ہوا

۴ جنوری ۱۹۹۴

○

یہ حکم ہے جلّاد کا
پھانسی پہ غُل ہو داد کا

آلام کے چُپ شہر میں
باجا بجا فریاد کا

دیوارِ قبرستان پر
لکھ نعرہ زندہ باد کا

خلدِ وطن میں دیکھتے
مر مر محل شدّاد کا

kitaabiyat.blogspot.com

اگلی صدی میں کام کیا
اجداد سے اولاد کا

اس دور میں پتھر ہوا
تیشہ میاں فرہاد کا

لاہور کے بازار میں
مینار ہے بغداد کا

کانِ ادب جانِ ادب
افسانہ منشا یادؔ[1] کا

۲ فروری ۱۹۹۵ء

۱۔ نامور افسانہ نگار منشا یاد

قاہرہ کانفرنس

(جنسی آزادی کی بشارت پر)

معزب میں جو چلی ہے یہ جنس کی اندھیری
کیسے شناخت ہو گی اولاد تیری میری
یہ "فیملی پلاننگ" چوسی ہوئی گنڈیری
شوہر بھی "پارٹ ٹائم" بیوی بھی آنزیری

۶ ستمبر ۱۹۹۴ء

لالہ کا پرنالہ

(بھارت کے سکرٹری خارجہ مذاکرات کے لیے جب اسلام آباد آئے)

لالہ ڈکشٹ صاحب کی باتیں تو بڑی من موہن ہیں
کوئی کام کی بات نہ کی کشمیر کے خاص حوالے سے
لفظوں کا دریا بھر لائے گنگا جل کا گاگر میں
لیکن فرق نہ آیا کوئی لالے کے پرنالے میں

۲ جنوری ۱۹۹۴ء

kitaabiyat.blogspot.com

اینگلو پاک مکالمہ

مغربی اسلوب کی ماری ہوئی کچھ لڑکیاں
بات کرنا اینگلو اردو میں سمجھیں فرض بھی

کر رہی تھی گھر میں پنکی بات یہ سسٹرز سے
پڑھ کے امریکہ سے آئے ہیں مرے بردرز بھی

باجی سچ مانو وہ اپنی "جینز[1]" میں شاہینز ہیں
وہ لگیں ٹیچرز بھی ایکٹرز بھی شوہرز بھی

"مسجدز" میں جا کے یہ کوئی کہے "ملّاز" سے
رنگ کچھ کلچرز میں بھرتے تو ہیں کافرز بھی

پھیکی پھیکی کیوں نہ ہو کالجز کی بزم سخنز
اب کہاں اقبالز اور غالبز سے شاعرز بھی

1. Jeans

۱۹۹۲ء

طالبان کی دو کان

افغانستان کی خانہ جنگی میں ایک گروہ مذہبی بنیاد پرستوں کا آندھی کی طرح اٹھا اور
آن کی آن میں قندھار، غزنی اور ہرات پر قابض ہو گیا۔

یہ اسلحہ کہاں سے ملا ہے، بتایئے
جب یہ سوال پوچھا گیا طالبان سے
بولے، خدا کی راہ میں اپنا جہاد تھا
یہ اسلحہ ملا ہے خدا کی دو کان سے

kitaabiyat.blogspot.com

آنگن ٹیڑھا

گاڑی کیونکر سیدھی جاتے
آ گئے ہو جب انجن ٹیڑھا
ٹھیک کہاوت ہے سو آنے
ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا

فلسفہ

عشق اک بے کنار طاقت ہے
راگ ابھرا تو ساز ڈوب گئے
شوق کے بے کراں سمندر میں
فلسفے کے جہاز ڈوب گئے

خود ستائی

بے شک کتنے فتح پھریرے افق افق لہراؤ تم
بے شک علم و ذکاء و نظر کا کتنا جوہر ذاتی ہو
خود کرنا تعریف اپنی مولانا روم کی رائے میں
جیسے کوئی عورت خود اپنے پستان ہلاتی ہو

مولانا کا شعر ملاحظہ ہو:

ثنائے خود بخود گفتن نہ زیبد مردِ دانا را
چوں زن پستانِ خود مالد کجا لذت شود پیدا

محاسبہ

بات نہیں یہ دوسرے نیکو کاروں
شب بیداروں کی
لیکن میں
تنہائی سے ڈرتا ہوں
اس لیے عبادت کرتا ہوں

kitaabiyat.blogspot.com

آزادی

جانے میں اک پل نہ لگے
واپس آتے صدیوں میں

مسئلہ

امن و سکون و راحت کے
دنیا میں امکاں کم ہیں
لوگ بہت انساں کم ہیں

زباں آوری

بیوی ہے خوب رو تو مگر اس کا کیا علاج
کچھ تیز خوئے ناز ہے اس سرِوناز کی
جب تک رہے خموش، ملائم ہے کیا مگر
جب بھی زبان اس نے ذرا سی دراز کی
مٹی پلید کی ... سخنِ دلنواز کی

درگزر

دوسروں کی باتوں سے درگزر تو کرنا ہے
ورنہ توڑ ڈالوگے
راستے کا واحد پُل
جس سے ایک دن شاید
پھر تمہیں گزرنا ہے

kitaabiyat.blogspot.com

بہار و بیاباں

خوبیٔ تقدیر کی کس گھاٹ اتار آئی ہے
خود وہ گنجے ہیں پہ خانم کی لٹیں تا بہ کمر
خود بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

سرکس

ہر کوئی بحران میں گرداں
حیراں ششدر مضطر ہر کس
اپنی سیاست کے کیا کہنے
بندر کے پنجرے میں سرکس

ماحول کی آلودگی

آلودہ ماحول کی کجلاہٹ کی گھور گھٹائی ہے
گرد کی تہہ گرداب ہوئی ہے دھوئیں نے تنبو تانا ہے
اک بچے کی امی نے کل گلی میں کھیلتے بچوں میں
چھ بچے نہلائے تو اپنا بچہ پہچانا ہے

زندہ بدست مردہ

پیرہن چاک ہمارا ہے تو حیرت کیسی
اپنے حالات گریباں نہیں سینے دیتے
قطعہ۔ قبر کی قیمت ہوئی چالیس ہزار
زندہ کیا رہیے کہ مُردے نہیں جینے دیتے

kitaabyat.blogspot.com

تجزیہ

ہر وزیر دانہ ہے
ہر مشیر دام ہے
یہ نظام خام ہے
زندگی حلال ہے
آدمی حرام ہے

خوب و ناخوب

کیسی باتیں کرتے ہو
یہ کج بحثی خوب نہیں
کوئی اور الزام لگاؤ
رشوت اب معیوب نہیں

تعارف

کہا یہ اہلیہ نے یہ جو میرا اہلکار ہے
نہ جاؤ ان کے نام پر کہ نام کے حلیم ہیں
نہ جاؤ ان کی شکل پر کہ شکل کے یتیم ہیں
برت کے دیکھئے تو یہ خصم نہیں خصیم ہیں

عاشق کی گزارش

اے جانِ جاں جانِ جہاں تزئینِ دامانِ جہاں
شیدا ترا رسوا ترا میں نا ملاقاتی تِرا
آوارہ و بے چارہ میں اک خادمِ ذاتی تِرا
تم نے کہا تُو کون، میں بولا حوالاتی تِرا

kitaabiyat.blogspot.com

قیادت کی قیمت

پارلیمانی نظام --- اک احتسابی انقلاب
اس عدالت سے کوئی لغزش بری ہوتی نہیں
ملک کے قائد کا کوئی اپنا گھر رہتا نہیں
لیڈروں کی کوئی ذاتی زندگی ہوتی نہیں

تضاد

لفظ میں جھلکے دباؤ خون کا
جنوری میں جیسے موسم جُون کا
کیا ملے گا مغز اس مضمون کا
بات موسیٰ کی محل فرعون کا

زندگی

کتنے ارمانوں کی گویائی درختوں میں خموش
جلوتیں ویراں ہیں ، تنہائی بھی تنہائی نہیں
بند جنگل کی طرح ڈرپوک عورت کی طرح
مجھ کو اپنی زندگی پوری سمجھ آئی نہیں

گوشوارۂ ولادت

کام اگر کرتے تھے کچھ تو حجرۂ دربند میں
ویسے لگتا تھا کہ حضرت فارغ الاوقات ہیں
شیخ کے بارے میں بس اتنی ہی معلومات ہیں
آٹھ بچے زندہ دو مرحوم چھ اسقاط ہیں

kitaabiyat.blogspot.com

مزاجِ شریف

سر سے تا پا ... سماج ہے رشوت
تختہ و تخت و تاج ہے رشوت
فرد کا کیا ہو اب "مزاج شریف"
اپنا "قومی مزاج" ہے رشوت

ٹیلی وژن

تعریف میں ٹی وی کی
جو کچھ بھی کہیں کم ہے
دل کی خلش آموزی
آنکھوں کا "چونگم" ہے

عوام النّاس

عوام النّاس کی حیثیتِ عرفی بھلا کیا ہے
کہ ان سے کوئی پوچھے اے میاں تجھ کو ہوا کیا ہے
گرانی ... بالخصوص آٹے کی اس نوبت پہ آ پہنچی
"خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری غذا کیا ہے"[۱]

۱- مصرعہ علامہ اقبال بہ تصرف ادنیٰ

اولادِ نرینہ

ہے ذہن پہ طاری ابھی مردوں کی فضیلت
اس سمت اشارہ کرے ہر ایک قرینہ
درگاہ میں یاد آیا نہ مکہ نہ مدینہ
بس "پیر" سے مانگی گئی اولادِ نرینہ

kitaabiyat.blogspot.com

اپنی ۷۹ ویں سالگرہ پر

یہ توہینِ انا ہے میری
جیسے دل پہ چھُری لگتی ہے
ابھی کہاں پیری کہ ابھی تو
اچھی بات بُری لگتی ہے

۱۔ سرکاری کاغذات میں ہم یکم جنوری ۱۹۱۶ء کو پیدا ہوئے

کلیدِ جمہوریت

ووٹ کی یہ پرچی ، تیری آزادی کا پروانہ ہے
اپنی قسمت کے محضر نامے پر مہر لگانا ہے

فلسفیوں نے کیا فرمایا ہے اور کیا فرمانا ہے
تفصیلات میں کیا جانا یہ لمبا تانا بانا ہے

ایک ہی نکتہ ہے یارو جو اپنی سمجھ میں آنا ہے
کس کو پیچھے رکھنا ہے اور کس کو آگے لانا ہے

۲۰ ستمبر ۱۹۹۳ء

kitaabiyat.blogspot.com

وزارت سازی کے قریب

ریزہ ریزہ تھے جو پیمانِ وفا جُڑنے لگے
بے کنارا بہتے دریاؤں کے رخ مُڑنے لگے
"قومی پنچایت"[۱] کے اُجڑے بام و در کے آس پاس
پھر وہی پرباختہ بوم و ہما اُڑنے لگے

۱۔ قومی اسمبلی

۱۹۹۳

عمر کہانی

قابلِ ذکر بس ایک ہی بات ہے میری عمر کہانی کی
ساتھ رہی ہے میرے خوش اُمیدی مری جوانی کی

آنکھ

آنکھ دیکھ لیتی ہے کون خوبصورت ہے
یہ بھی بُوجھ لیتی ہے میری کیا ضرورت ہے

خیالات کے کان

کتنی آوازوں کے کتنے جاں فزا ہیجان ہیں
میرے خوابوں اور خیالوں کے بھی اپنے کان ہیں

پگڑی اور پنجرہ

زر نہیں رکھتے مگر دستار کج رکھتے ہیں ہم
ریچھ کے پنجرے میں شیروں کی گرج رکھتے ہیں ہم

روٹی

مے کے رسیاؤں کو دیکھو تاڑیوں تک آ گئے
گیہوں کھانے آئے تھے نانِ جویں تک آ گئے

kitaabiyat.blogspot.com

نیند اور بستر

ہو تونگر تو یہ سوچو اکثر
نیند بہتر ہے کہ بستر بہتر

معاہدہ

آؤ با وفا رہیں
موت تک جدا رہیں

تاریخِ وفات

یہ جو ان کی وفات کا دن ہے
قابلِ ذکر بات کا دن ہے

مساجد میں بم دھماکے

قلبِ مومن کو سرورِ بندگی گہرا بھی دے
مسجدوں میں اب خدا خود ٹھیکری پہرہ بھی دے

سامان اور ایمان

کچھ بھی نہیں آئے گا اس طرح اگر آئے
سامان تو آ جائے ایمان چلا جائے

خوف

آج کی سرخی سے تو صرفِ نظر کرتا ہوں میں
کل کے اخباروں کی سرخی سے مگر ڈرتا ہوں میں

kitaabiyat.blogspot.com

والد

ابتدا بھی تو خود اپنی انتہا بھی آپ ہے
تیرا مٹی کا دیا ہی قمقمے کا باپ ہے

وفاداری

گھروں میں بیٹھے ہیں جو لوگ عین چین کے ساتھ
وہ کربلا میں نہ آئے کبھی حسینؓ کے ساتھ

فاتحین کائنات

فاتحینِ کائنات عورت اور راگ ہیں
چاندنی کا رقصِ رم زندگی کی آگ ہیں

مشروط

عام لوگ کیوں نہ بھوکے ننگے ہوں
ملک کے خواص اگر تلنگے ہوں

مرد

انساں نہیں جو خلق کا ہمدرد نہیں ہے
جو مرد ہے مچھلی کی طرح سرد نہیں ہے

فرق

فرق سوزوکی میں اور لالہ سمندر خان میں
خواب پاکستان میں تعبیر ہے جاپان میں

kitaabiyat.blogspot.com

ادب

نہیں ہے قسمتِ آدم یہ قسمت سے بغاوت ہے
نجاتِ آدمیت ہے ادب اپنی شریعت ہے

توازن

حکومت میں توازن مسئلہ ہے حُسنِ نیت کا
نہیں کچھ فاصلہ جمہوریت سے آمریت کا

آرام

یہی بس اک کام کر رہے ہیں
قفس میں آرام کر رہے ہیں

ہماری پسند

اپنا ووٹ امانت اہل، خیانت ملک لٹیروں کی
اجلا شخص ہے کس کاری کا اگر وہ دولت مند نہیں
کرسی ان کے نام لکھی ہے جن کے کام پسند نہیں
ہم اصنام پسند ہیں دام پسند اسلام پسند نہیں

چناؤ

یہ چناؤ کا طریقہ بھی نری بکواس ہے
"ووٹ" میرے پاس ہے اور "نوٹ" تیرے پاس ہے

kitaabiyat.blogspot.com

نسخہ

اے مریض خوش غذا
عبث جو تُو اداس ہے
حقیقتاً تِرا مرض
تیرے "کچن" کے پاس ہے

توقعات

"مارشل لاء خوردہ" جمہوری نظام
اس الیکشن میں نیا حل لائے گا
لوگ اس امید پر دیتے ہیں "ووٹ"
پھر یہ نخلِ بے ثمر پھل لائے گا

۱۹ اگست ۱۹۹۳ء

سائنس

اک تذبذب ذہن کو مفلوج جو کرتا نہیں
کون کہہ سکتا ہے ناری ہے کہ نوری زندگی
سائنسی آگاہی یہ مانا ادھوری ہے مگر
بے یقینی میں بھی مل جاتی ہے پوری زندگی

kitaabiyat.blogspot.com

مغرب کے دھنک دھوئیں میں

آپریشن ٹیبل پر

ٹریفک کے حادثے کے بعد کمبائنڈ ملٹری ہسپتال، راولپنڈی میں
"آپریشن ٹیبل" پر لیٹے لیٹے خیالات کے ایک دھارے کے ساتھ (ض)

ہو گئی اک حادثے میں ٹانگ اک اپنی اڑنگ
زندگی ہر حال میں نعمت ہے اس کی خیر "منگ"

ٹوٹ جاتے ہیں بالآخر جاں کے رشتے جی کے "سنگ"
رنگ کیسا بھی ہو "اوڑک" ہو کے ہوتا ہے "کرنگ"

دل میں ہے اب بھی وہی الّہڑ جوانی کی امنگ
دھڑکنیں بھرتی ہیں شوخ و شنگ ہرنوں کے شلنگ

وقت آخر ہے اگر نزدیک بھی تو کیا ضمیر
یہ تو اطمینان ہے ہارا نہیں جینے کی جنگ

۱۶ نومبر ۱۹۹۵ء

kitaabiyat.blogspot.com

مغرب کے منشیوں سے

آزادی ہے کیش ہمارا ، فطرت اپنی جمہوری
فکری پس منظر بھی ہے ان قدروں کی شادابی کو
جمہوری آداب کوئی منشی ہمیں کیا سمجھائے گا
تیرنے کی تعلیم کوئی کیا دے گا بھلا مرغابی کو

کاغذی پیرہن

تازہ تر اعلان اپنا صدر امریکہ کے ساتھ
سرسری سا محض رسمی تذکرہ کشمیر کا
کان میں آویزہ تو ڈالر کا ڈالا ہے مگر
"کاغذی ہے پیرہن" اس پیکرِ تصویر کا

۱۲ اپریل ۱۹۹۵ء

kitaabiyat.blogspot.com

پرنالہ

ہے سفارت میں عبارت کی مہارت دل نشیں
لفظ ہیں واشنگٹن اعلامیہ کے ریشمیں
"جوہری قدغن" جو ہم پر تھی وہ جوں کی توں رہی
دوستی کی اس نئی چھت پر بھی پرنالہ وہیں

۱۲ اپریل ۱۹۹۵ء

نکتہ نظر

"پاک یانکی" دوستی کے دل کشا آغاز پر
بج رہی ہیں چھن چھناتی کسمساتی پائلیں
پیار رخساروں پہ دے سکتا ہے امریکہ مگر
دے نہیں سکتا ہمارے ہاتھ میں میزائلیں

لبرل کردار

مظہر امریکہ کی خوشنودی کا ہے ایک ایک لفظ
"قصرِ[1] ابیض" سے جو یہ اعلان صادر کل ہوا
غل ہے اک "کٹّر مسلماں" ملک بھی "لبرل" ہوا
بحرِ اوقیانوس میں ڈوبا تو پتّھر حل ہوا

۱۔ وائٹ ہاؤس واشنگٹن

۱۹۹۴ء

امریکی حکمت عملی

یہ اس کی حکمتِ عملی عجب قماش کی ہے
کہ فتح سامنے آئے تو جنگ ہارتا ہے
بگاڑتا ہے وہ ساکھ اپنی جب سنوارنا ہے
وہ دوستوں کو کھلا اور پلا کے مارتا ہے

۱۹ اگست ۱۹۹۵ء

مبارکباد

(امریکہ کے اس اعلان پر کہ وہ پاکستان کا دفاع تو مضبوط نہیں ہونے دے گا البتہ ہمیں "روٹی کپڑا" دیتا رہے گا)

ملّی غیرت کا اُفق بے شک ذرا تاریک ہے
عالمِ اسلام کی تفریق ہے، تضحیک ہے
قوم کی لاغر کمر مہنگائی سے باریک ہے
خارجہ پالیسی اپنی لائقِ تبریک ہے
لوگ کہتے ہیں غلط اس کو تو کہتے ہیں غلط
دیکھئے کشکول میں کتنی زیادہ بھیک ہے

۲۸ مئی ۱۹۹۵ء

ہدف

اپنی ایٹم ساز باردوی کمیں گاہوں کے بیچ
"جان بُل" انگلش کہ امریکہ کا انکل سام ہے
"عالمِ نو"[1] کی کمر بندی سے یہ ثابت ہوا
اہلِ مغرب کا ہدف مشرق نہیں اسلام ہے

1- امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر

مجبورِ ارادت

امریکہ سے "مجبورِ ارادت" کا یہ رشتہ
یہ صبح نہیں شام ہے سورج کے جلو میں
ہم بھول گئے مفت کے اس گندم و جو میں
"غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں"

kitaabiyat.blogspot.com

کوّا اور چیل

(امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل کی آمد ورفت پر)

سنتے تھے، کہ اپنے تناؤ میں نرمی لچکی کچھ ڈھیل آئی
امّیدوں کے پس منظر کی جو دھندلی سی تفصیل آئی
رابن رافیل کے لفظوں سے آواز اسرائیل آئی
امریکہ سے کالا کوّا لے کر گوری یہ "چیل" آئی

۹ نومبر ۱۹۹۳ء

معیار

چاروں اور دریچے روشن ذہن کھُلا ہے بند نہیں
جس کے داڑھی ہو وہ مسلماں امریکہ کو پسند نہیں

فریفتگی

اس پہ ہے قربان دنیا اور دین
جو نہیں دیتا ہمیں ایف سکسٹین

کہہ مکرنی

(پاکستان کی امداد کھولتے ہی اس کی بندش کی کارروائی)

ہم سمجھتے تھے وہ ہم پر مہرباں ہونے کو ہیں
اس زمیں پر دودھ کے چشمے رواں ہونے کو ہیں

کر رہے تھے ہم مرمت دوستی کی پوستین
اس نے بھی ہم کو دکھائے دور سے ایف سکسٹین

صدر امریکہ نے کر دی کھول کر امداد بند
تھا ابھی ہونٹوں پہ اپنے ابتدائی نیم خند

دفعتاً اس نے "سُپر فرعونیت" کے زُعم میں
ہاتھ لمبے کر کے پچھلی ٹانگ سے ماری زقند

ہم پہ جو گزری سو گزری یا الٰہی خیر ہو
اس کی زد میں ہے دو شنبہ، کاشغر اور تاشقند

۱۹۹۳ء

kitaabiyat.blogspot.com

ننگا شہر[۱]

ان لوگوں کی پیدائش کا
جو تخم ہے تخم ملنگا ہے

بے ستری ان کی چھتری ہے
جو ننگا ہے وہ "چنگا" ہے

اب پردہ کس سے کون کرے
جب سارا شہر ہی ننگا ہے

۱۔ کوپن ہیگن

۱۳ اگست ۱۹۹۵ء

ڈنمارک

ڈنمارک ایک پارک سارا
مٹی ہے مگر غبار نہیں
آدمی سائیکل سوار سہی
آدمی پر کوئی سوار نہیں
کیا خوب طرز حکمرانی
شہر ہے شہریار نہیں
پا پیادہ بھی شاہ زادہ
کار ہی کچھ بکار نہیں
پورا کیا خدا کا منشا
انسان بے وقار نہیں

۱۵ اگست ۱۹۹۵ء

kitaabiyat.blogspot.com

ایک پُرانا زخم

اونچی اونچی چالیاں ، چالیں سب استحصالیاں
کالیاں اندر سے گوری گوری یہ خوش حالیاں
یہ معاشی کینسر "سائنسی بداعمالیاں"
خون کی نہریں یہ سڑکیں "چار بازو والیاں"
یاد وہ اپنی غلامی کا زمانہ آ گیا
کچھ پُرانے زخم رِس آئے دلِ محزون کے
اپنی دو صدیوں کے ساکت وقت میں چلتے رہے
کارخانے مانچسٹر کے ہمارے خون سے

۱۴ اگست ۱۹۹۵ء

وفاداری

آج کی اس بے وفا دنیا میں کر سکتا تھا کون
ہم سا اندھا دھند پیمانِ وفا امریکہ سے
دوسری قومیں تو منگوائیں مشینیں موٹریں
ہم نے منگوایا ہے قومی رہنما امریکہ سے

۲ جولائی ۱۹۹۳ء

اپنا اپنا زہر

ہم کو سفیدی انکو سیاہی پسند ہے
دونوں کو اپنی اپنی تباہی پسند ہے

فرق

ملاوٹ آب میں، ناخوردنی غذا میں نہیں
یہ اس لیے ہے کہ ڈنمارک ایشیا میں نہیں

kitaabiyat.blogspot.com

سؤروں کا موازنہ

(سویڈن سے ڈنمارک کے راستے میں)

دیکھے معزب میں کیا عجیب سؤر
قامت فیل کے قریب سؤر
ہر خرابی میں "خر" خرا دے سے
بے سوادے سے ، بدنہادے سے
اپنے ارذل تریں قبیلے کے
کچھ حرامی امیرزادے سے
صاف شفّاف جگمگاتے ہوئے
دن میں دو مرتبہ نہاتے ہوئے
جن کو ترسیں مرے وطن کے لوگ
وہ مقوّی غذائیں کھاتے ہوئے

"مال ٹال" اپنے خبثِ باطن کا
کچھ چھپاتے تو کچھ دکھاتے ہوئے
دیکھے معزب میں کیا عجیب سؤر
قامتِ فیل کے قریب سؤر

ایک ہی مست جست کے اندر
پھاند جائیں کئی جریب سؤر
ختم ان پر "کمالِ خنزیری"
آپ ہی اپنے یہ رقیب سؤر
کیا کریں گے مقابلہ ان کا
اپنے لاغر بدن غریب سؤر

یکم اگست ۱۹۹۵ء

kitaabiyat.blogspot.com

راوی اور نیل

خوبیاں اتنی نظر آئیں گی اسرائیل میں
ایک دن مل جائے گا راوی کا پانی نیل میں

کلا انکل

اس کو انکل آتی ہے، وہ ایسی کلا مروڑے گا
پاکستان کو بھی امریکہ مصر بنا کر چھوڑے گا

انکل سے رشتہ

ہم سے یہ امید دیرینہ تھی "انکل سام" کی
ہم کریں گے معتدل آب و ہوا اسلام کی

یک طرفہ دوستی

اس گلی میں کیا ستارے تھے جو دفنائے گئے
ہم جہاں کھوئے گئے اب تک وہیں پائے گئے
دوستی کے پُل کی یک طرفہ حفاظت کے لیے
بارہا کھائے ہوئے دھوکے بھی ہم کھائے گئے

ہوٗر کی آمد

بین الاقوامی لٹیرے عالمی چور آ گئے
گھر ہمارے مشرق و مغرب کے شہ زور آ گئے
خیر سے یہ تیسری آمد ہے "جنرل ہور" کی
پہلے امریکن بھلا کم تھے جو یہ "ہوٗر" آ گئے

۱۔ امریکہ کی سنٹرل کمان کے سپہ سالار جنرل ہور (Hoar)
۲۔ پنجابی میں بمعنی اور۔

kitaabiyat.blogspot.com

نیا معاہدہ

اب اپنا گلا بند، فغاں بند، قُلو بند
امریکہ سے لے آئے ہیں اک اور گُلو بند

امریکی پلان

کامیاب، کامگار و کامران
مشرقِ وسطیٰ میں امریکی پلان
زخم تو کیا مندمل ہو گا مگر
جڑ گئے لو اسرائیل و جوڑڈان[1]

[1] Jordan

۱۹۹۴ء

ایک آنجہانی کی وصیت

مہر کجلائے تو تابندہ ہے کون
مر گیا جب میں ہی تو زندہ ہے کون

غیرت

مانگے ہوئے چراغ نے غیرت تباہ کی
اس نے تو رات اور زیادہ سیاہ کی

kitaabiyat.blogspot.com

قبروں کا بیمہ

(امریکہ کی عوامی زندگی کا ایک پہلو)

پڑھ رہا ہوں ایک بیمہ کمپنی کا اشتہار
قبر دیتی ہے جو زندہ مرنے والوں کو ادھار

مرنا برحق ہے مگر ہو سنگِ مرمر کا مزار
مہنگا روئے ایک بار اور سستا روئے بار بار

منفرد مانی گئی یہ کمپنی اس کام میں
ہم نے دفنائے ہیں مردے کویت اور ویت نام میں

اس مہارت سے لحدبندی وہ معماری کریں
حشر تک مردے پہ اک رومانیت طاری کریں

زندہ مردہ گاہکوں کی دیکھ لیں فہرست آپ
قبر سے باہر دھرے ہیں کتنے جرنیلوں کے ناپ

کچھ ذرا مہنگی تو ہو گی خرچ کی میزان میں
قبر مل جائے گی کتوں کے بھی قبرستان میں

قبر کے اندر کبھی منکر نکیر آتے نہیں
اذن جب تک صدر امریکہ سے وہ پاتے نہیں

زندگی کے بعد تو کم تلخیِ ایّام ہو
قبر کچھ گھر تو نہیں کہ شخص بے آرام ہو

آخری چہرے کا اُبھرا بانکپن میلا نہ ہو
مردہ مٹی کا سہی لیکن کفن میلا نہ ہو

قبر کا آسان قسطوں پر نہیں ملنا محال
اس کی خاطر لازماً جینا پڑے گا تیس سال

نارمل حالات میں کیا فکرِ فردا کیجئے
ہاں اگر مرنے کی جلدی ہو ضمانت دیجئے

ساتھ مشروبات و ماکولات بھی رکھ دیں گے ہم
ہاتھ پر مردے کے کچھ سوغات بھی رکھ دیں گے ہم

دل سے ہے مطلوب قدر افزائی عورت ذات کی
قبر گُل اندام بنواتے ہیں مستورات کی

زندگی میں کوئی معمولی رفیقِ ریشماں
قبر کے اندر اترنے پر لگے نورِ جہاں

ماتمی لائیں گے کفنائیں گے دفنائیں گے ہم
قبر کے اندر بھی پورا بینڈ بجوائیں گے

حشر نشر آسان ہوگا عالمِ لاہُوت میں
جس کو دفنائیں گے ہم شہتوت کے تابوت میں

خاک ہوں گی چمڑیاں کیا کالیاں کیا گوریاں
اس لیے رکھتے ہیں تابوتوں میں دو دو موریاں
موریاں اور موریوں کے ساتھ خالی بوریاں

سلامتی کونسل

بالا قد و قامت میں اک سروِ شہامت ہے
مٹی کے گھروندوں میں تُو عرش اقامت ہے

شاطر تیری حکمت ہے، چھَل بَل میں قیامت ہے
قوموں کی امامت کیا قوموں کی "حجامت" ہے

مُٹھی میں تو دیکھ اپنی اقوام کی پَرکترن
اقوام کے مرگھٹ میں بس تُو ہی سلامت ہے

kitaabiyat.blogspot.com